سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(جمعتہ المبارک 24، سوموار 27، منگل 28-جون،
جمعتہ المبارک 22-جولائی، جمعرات 11-اگست 2011)
(یوم الجمع 21، یوم الاثنین 24، یوم الثلاثہ 25-رجب المرجب
یوم الجمع 9-شعبان المعظم، یوم الخمیس 10-رمضان المبارک 1432ھ)

پندرھویں اسمبلی: ستائیسواں، اٹھائیسواں اور انتیسواں اجلاس

جلد 27 (حصہ سوئم): شمارہ جات : 11 تا 13،

جلد 28 اور جلد 29

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ستائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،24۔جون 2011

جلد 27: شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	932
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	934
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	935

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
4۔	ضمنی بحث بابت سال 11-2010 پر عام بحث ------------	936
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
5۔	قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	963
6۔	نشان زدہ سوال نمبر 3217 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	964
7۔	تحریک التوائے کار نمبر 11 اور 117 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	965
8۔	نشان زدہ سوال نمبر 3204 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	965
9۔	ضمنی بحث بابت سال 11-2010 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	966
	سوموار، 27۔ جون 2011	
	جلد 27: شمارہ 12	
10۔	ایجنڈا ------------	993
11۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	995
12۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	996
	پوائنٹ آف آرڈر	
13۔	ملتان میں بھتہ مافیا اور قبضہ گروپ کے خلاف مقدمہ درج کرنے پر متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کا معطل کیا جانا ------------	997
	تحاریک استحقاق	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
14۔	ایس ایچ او تھانہ منڈی فیض آباد کا معزز ممبر کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ (۔۔۔جاری) ------------	1007
15۔	ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر سے نامناسب روّیہ ------------	1013
	سرکاری کارروائی	
	بجٹ	
16۔	ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	1014
	رولنگ	
17۔	جاری ترقیاتی سکیموں کو موجودہ بجٹ میں شامل نہ کرنے کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر جناب ڈپٹی سپیکر کی رولنگ ------------	1030
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
18۔	پرائیویٹ سکولوں میں فیس کی ادائیگی کے حوالے سے معاملے پر غور کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1060
19۔	ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	1061
	منگل، 28۔جون 2011	
	جلد 27: شمارہ 13	
20۔	ایجنڈا ------------	1069
21۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	1077
22۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1078
	پوائنٹ آف آرڈر	
23۔	ضلع سرگودھا میں control explosive نہ ہونے سے پتھر کی کرشنگ کا کام بند ہونے سے ہزاروں مزدور بے روزگار ہونے کا خدشہ ------------	1079
24۔	ٹی ایچ کیو ہسپتال کلر سیداں میں ادویات کی عدم دستیابی ------------	1082

تحاریک التوائے کار

25۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل پیڈسٹرین برج
کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری) ------------ 1083

26۔ منڈی مویشیاں شیر شاہ ٹاؤن (ملتان) کی آمدنی میں حکومت
کو کروڑوں روپے کے خسارے کا سامنا(۔۔۔جاری) ------------ 1084

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	پی ایچ اے کی طرف سے زمین کی لیز میں متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی(۔۔۔جاری) ------------	1085
28۔	سرگنگارام ہسپتال لاہور میں مفت ٹیسٹوں کی سہولت کو ختم کرنا ------------	1085
29۔	وفاق سے صوبہ کو منتقل ہونے والا محکمہ نیشنل کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ کے ملازمین کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا ------------	1087
30۔	معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------	1089
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
31۔	ضمنی مطالبات زر بابت سال 11-2010 پر بحث اور رائے شماری ------------	1100
32۔	منظور شدہ اخراجات بابت سال 11-2010 کا ضمنی گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	1156
33۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	1156
	اٹھائیسواں اجلاس	
	جمعتہ المبارک،22۔جولائی2011	
	جلد 28	
34۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ------------	1158
35۔	ایجنڈا ------------	1160

36۔	ایوان کے عہدے دار ----------	1162
37۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	1166
38۔	نعت رسول مقبولﷺ ----------	1167
39۔	چیئرمینوں کا پینل ----------	1168
	پوائنٹ آف آرڈر	
40۔	جناب سپیکر سے معزز ممبر کے پروڈکشن آرڈر جاری کرنے کا مطالبہ ----------	1168
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
41۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	1178
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	1199
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	ضلع منڈی بہاؤالدین میں (ن) لیگ کا کوئی بھی ایم این اے اور ایم پی اے نہ جیتنے کی وجہ سے اسے سالانہ ترقیاتی منصوبوں سے محروم کرنا ----------	1221
44۔	سوسائٹی کی رقم دوسرے اکاؤنٹ میں منتقل کرنے پر ہونے والی انکوائری سے متعلق ایوان کی کمیٹی بنانے کا مطالبہ ----------	1229
45۔	کورم کی نشاندہی ----------	1233
46۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------	1234

انتیسواں اجلاس

جمعرات، 11۔اگست 2011

جلد 29

47۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ----------	1236
48۔	ایجنڈا ----------	1238
49۔	ایوان کے عہدے دار ----------	1240

50۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------ 1244
51۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------ 1245
52۔	چیئرمینوں کا پینل	------------ 1246
	پوائنٹ آف آرڈر	
53۔	جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کے حوالے سے قرارداد کو out of turn ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ	------------ 1247

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ صحت)	
54۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------ 1262
	پوائنٹ آف آرڈر	
55۔	جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کے حوالے سے قرارداد کو out of turn ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	------------ 1296
56۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------ 1299
57۔	انڈکس	

932

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔جون 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

934

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،24۔جون 2011

(یوم الجمع،21۔رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 22 منٹ پر زیر صدارت

جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ
وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم
حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم
بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ
الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

سُوۡرَةُ الحَجّ 39 تا 41

جن مسلمانوں سے (خوامخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (اُن کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے (39) یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے گرجے) اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جاتا

ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی ضرور مدد کرتا ہے۔بے شک اللہ توانا (اور) غالب ہے (40) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم اُن کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے (41)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

ہم سُوئے حشر چلیں گے شہِ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہو گا رواں قافلہ سالار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر دَر و دِیوار کے ساتھ
رہ گئے منزل سدرہ پہ پہنچ کر جبریل
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رَفتار کے ساتھ
پُل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہو گی سرکار کی رَحمت جو گنہگار کے ساتھ

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج ایک ہی تحریک استحقاق محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تھی ان کا فون آیا تھا چونکہ آج وہ مصروف ہیں لہذا یہ تحریک استحقاق پیر تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب ہم ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے دو دن مختص کئے گئے ہیں۔ آج کے دن میرے پاس اٹھائیس معزز ممبران کی فہرست موجود ہے۔ ممبران سے استدعا ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات کو مکمل کریں۔ یہ بات میں پہلے ہی بتا دوں کہ کوئی چٹ نہ بھیجئے گا، ہم نے یہ decide کیا ہے کہ جو معزز ممبران main budget پر تقریر کرنے سے رہ گئے تھے ان کو پہلے accommodate کیا جائے گا اس کے بعد باقی ساتھیوں کی باری آئے گی۔ ضمنی بحث کا آغاز اپوزیشن کی طرف سے چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب کریں گے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! یہ سالانہ بجٹ پر تقریر کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اپوزیشن کا right ہے، انہوں نے آج کے لئے ان کو nominate کیا ہے۔ اس کے بعد list شروع ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ

سنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہوگی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تولوں مگر یہ خودکشی ہوگی

ہمارے قائد ایوان کے نام ایک شعر ہے کہ:

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے راہبری ہوگی نہ ہم سے پیروی ہوگی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!بنیادی طور پر کسی بھی اچھی ریاست یا کسی بھی اچھی حکومت کے لئے پانچ یا سات فیصد تک maximum اضافہ اور وہ بھی justifiable ہو اس کی ضمنی بجٹ میں اجازت دیتا ہے۔ایک ایک لائن، ایک ایک لفظ کی justification موجود ہو کہ ان مجبوریوں کی وجہ سے حکومت نے منظوری لئے بغیر یہ بجٹ پیش کیا ہے اور یہ روایت ہونی چاہئے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے ساتھ ساتھ گزشتہ تیس سالوں تک بھی اگر نظر دوڑائیں تو ضمنی بجٹ کے اندر اسی قسم کی irregularities ہوتی رہی ہیں لیکن میری رائے یہ ہے کہ یہ کوئی justification نہیں ہونی چاہئے کہ چودھری پرویز الہٰی صاحب کے دور میں ایسا تھا، میاں محمد نواز شریف صاحب کے دور میں ایسا تھا، غلام حیدر وائیں صاحب کے دور میں ایسا تھا یا محمد حنیف رامے صاحب کے دور میں ایسا تھا اس لئے ایک بُری روایت کو اتنے سالوں تک زندہ رکھا جائے جس طرح پینسٹھ سالوں بعد legislative authorities کو، انتخابی اداروں کو اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے، انیسویں ترمیم کے ذریعے مضبوط کیا گیا ہے اور provincial autonomy کو ensure کیا گیا ہے میری اس سلسلے میں رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومتوں کو اپنے finances کو Financial Rules کے پابند کرنے کی تگ و دو کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!87۔ارب43کروڑ7لاکھ اور60ہزار روپے کا یہ ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس کے اندر20۔ارب روپیہ جو کہ میں سمجھتا ہوں genuine ہے اور اسے واقعتاً ضمنی بجٹ میں آنا چاہئے۔جہاں unexpected سیلاب آئے وہاں پر relief, betterment of irrigation, roads and bridges کے لئے جو پیسا unforeseen expenditure میں آتا ہے، جو پہلے سے مختص نہیں تھا وہ استعمال کیا گیا وہ genuine ہے اس کو پاس کیا جانا چاہئے لیکن 87۔ارب روپے میں سے 67۔ارب روپے کی رقوم rules کو violate کر کے قوانین اور ضوابط کو توڑ کر یہاں پر خرچ کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!بجٹ کی 4 Punjab Financial Rules Book No. جسے Punjab Budget Manual کے نام سے یاد کیا جاتا ہے انہوں نے ضمنی بجٹ کی definition کرتے ہوئے بیس لفظ لکھے ہیں۔ میں صرف ان بیس لفظوں کی تشریح کرکے اجازت چاہوں گا کہ یہ book کہتی ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ پر in principle object کیا جانا چاہئے اس کو روایت نہیں بنانا چاہئے۔ پھر یہاں پر یہ کہا گیا کہ supplementary budget bad estimation of the finances of the provinces. ہے، پھر یہاں پر یہ کہا گیا کہ improvident administration of

finances in the province کبھی بھی اس کو بہتری کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ جو proper management of provincial finances ہے اس کے اندر سب سے بڑی impair انہوں نے ضمنی بجٹ کو قرار دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ضمنی بجٹ کن کن circumstances کے اندر، کن کن حالات کے اندر پیش کیا جا سکتا ہے، منظوری کے بغیر پیسا تب خرچ کیا جا سکتا ہے جب ان demands کی special reasons موجود ہوں، unavoidable circumstances ہوں، unforeseen circumstances ہوں اور sudden needs arise کر دی جائیں، کوئی sudden demands آ جائیں یا unexpected demands آ جائیں یا کوئی urgent needs پیدا ہو جائیں، سیلاب زدگان کے لئے relief تو urgent needs ہو سکتی ہے، irrigation کی maintenance تو urgent needs ہو سکتی ہے، پلوں اور سڑکوں کا ٹوٹ جانا بھی urgent needs ہو سکتا ہے لیکن آج یہ آپ کی supplementary book ہمارا منہ چڑا رہی ہے کہ پنشن کی مد کے اندر 7۔ارب 80 کروڑ روپے کیسے unforeseen ہو سکتا ہے؟ گزشتہ بجٹ پیش کرتے وقت 7۔ارب 80 کروڑ روپے کی پنشن کی جو مد ہے اس کی ایک، ایک لائن کی تشریح کی جانی چاہئے تھی۔ اگر آپ یہ کریں کہ receipt کی betterment کر کے 114۔ارب روپے کی بجائے 180۔ارب روپے کر لیں تو rules یہ کہتے ہیں کہ پھر بھی ان 70۔ارب روپوں کو ضمنی بجٹ میں utilize نہیں کر سکتے۔

Betterment in receipts is neither a sufficient ground nor a justification for the supplementary grant.

یہاں یہ کہا گیا ہے کہ جب آپ منظوری کے بغیر کوئی پیسا خرچ کرنا چاہتے ہیں تو اس بات کی وضاحت کریں کہ اگر وہ پیسا خرچ نہ کیا جائے تو حکومت کو بڑی serious قسم کی inconvenience پیش آئے گی یا کوئی serious قسم کا loss آنے کی توقع ہے یا کوئی serious قسم کا damage آنے کا تصور ہے۔ اگر یہ تین چیزیں serious inconvenience, serious loss or serious damage ہونے کی توقع نہ ہو تو کوئی رقم supplementary کے طور پر استعمال نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! Fundamentally supplementary budget is objectionable اور اس بجٹ کو استعمال کرنے سے پہلے administrative department جو اپنی proposal فنانس ڈیپارٹمنٹ کو put کرتا ہے اس کو وضاحت کرنی چاہئے each and every line and every word کی justification دینا انتہائی ضروری ہے یا پھر supplementary grant وہاں

استعمال کی جا سکتی ہے جب کوئی court of law کوئی state یا کوئی اتھارٹی حکومت کو کوئی fine کرتی ہے یا حکومت کو ادائیگی کے لئے کہتی ہے تو ایسی رقم کو ضمنی گرانٹ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ایسی urgent necessary سامنے آ جائے جس کو نہ کرنے کی وجہ سے سٹیٹ کو زیادہ loss ہونے کا خطرہ ہو وہاں پر ضمنی گرانٹ استعمال کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! receipts کی وصولی کے لئے، محصولات کو بہتر کرنے کے لئے اگر ضمنی گرانٹ کے طور پر کچھ رقوم رکھی جانا ضروری ہوں کہ اگر یہ رقوم supplementary کے طور پر استعمال نہ کی جائیں تو محصولات میں 10 یا 12- ارب روپے کی کمی ہونے کا خطرہ ہو تو ان محصولات کو بچانے کے لئے حکومت اتنی رقم کو supplementary کے طور پر لگا سکتی ہے لیکن بات پھر وہی ہے کہ ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ سے وہ ضمنی گرانٹ پراونشل فنانس ڈیپارٹمنٹ کو جانے سے پہلے اس کی پوری justification سامنے آ جانی چاہئے۔ صوبائی اسمبلی fully authorized ہے کہ جب آپ ضمنی گرانٹ کے طور پر کوئی رقم مقرر کریں تو جو earliest session ہے اس میں وہ ضمنی گرانٹ پیش کر کے پاس کروائی جانی ضروری ہے۔ جیسے اگست نومبر میں سیلاب آیا تو انہوں نے ریلیف کے اندر اریگیشن کینال سسٹم کی betterment کے لئے، roads and bridges کو بہتر کرنے کے لئے جو رقم خرچ کی ہے اس رقم کو نومبر، دسمبر اور جنوری کے سیشن میں پاس کروایا جانا ضروری تھا لیکن انہوں نے یہ کیا کہ گزشتہ سال جون کے اندر جو بجٹ پاس ہوا اس کے بعد جولائی میں انہوں نے supplementary grants کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اگر انہوں نے ایسے کرنا تھا تو پھر جون میں اسمبلی سے منظوری لے لیتے۔ اس کے باوجود اگر انہوں نے کر دیا ہے تو According to rules and regulation اگست اور ستمبر کے اجلاس میں ان کی منظوری لینا انتہائی ضروری تھا۔

جناب سپیکر! میں دو باتوں کی طرف توجہ دلا کر اجازت چاہوں گا کہ budget rules, budget manual میں یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر ہے کہ approved schemes کے against ضمنی بجٹ دیا جا سکتا ہے لیکن نئی سکیموں کے against ضمنی بجٹ نہیں دیا جا سکتا۔ آج وزیر خزانہ کو کلمہ چوک کے overhead bridge کی وضاحت کرنا ہوگی کہ انہوں نے Chapter 15 کے rule 3 کی violation کیوں کی ہے کہ ایک ایسی سکیم جو گزشتہ بجٹ میں پاس نہیں کی گئی تھی اس کو ضمنی بجٹ میں پیسے دے کر شروع کروا دیا گیا اور rules یہ ہیں کہ Re-appropriation should not be made except for approved scheme میں یہاں یہ وضاحت

کرنا چاہتا ہوں کہ Irrigation and Reclamation کے 3۔ارب46کروڑ روپے کا ایک حصہ سیلاب کی وجہ سے استعمال کیا گیا جس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ایک حصہ جو منظوری کے بغیر عام نہروں کی بہتری کے لئے استعمال کیا گیا یہ بجٹ پیش کرتے وقت اس کی منظوری کیوں نہ لی گئی ؟ریلیف کے لئے 7۔ارب22کروڑ روپے genuine ہے، rules کے مطابق ہے اور rules اس کی اجازت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! کمیونیکیشن کے لئے ایک ارب83کروڑ روپیہ ہے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں چونکہ یہ بھی فلڈ کی وجہ سے ہے لیکن پنشن کے جو 7۔ارب80کروڑ روپے ہیں وزیر خزانہ کو اس کی وضاحت کرنی چاہئے۔انہوں نے اس کے علاوہ دو heads پیش کئے ہیں، ایک miscellaneous department کے لئے 19کروڑ روپے اور دیگر total governance کی miscellaneous کے لئے 42کروڑ روپے ہیں۔یہ بہت بڑی amount ہے لہذا وزیر خزانہ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اگر ملک کی بہتری کے لئے ریسرچ کے ادارے کو supplementary کے طور پر کچھ دینا پڑے تو ٹھیک ہے لیکن ہماری حکومت کا یہ حال ہے کہ زراعت کی improvement and research کے لئے صرف 68لاکھ روپے دے رہے ہیں یعنی ریسرچ کے لئے تو 68لاکھ روپے ہیں اور باقی جہاں بھی ہے وہ figure اربوں روپے میں ہے۔میں ایک اور وضاحت چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اس کی وضاحت کریں کہ floating debt discharge جو گندم کی sale کے معاملے میں 61۔ارب29کروڑ روپیہ debt واپس کرنے کے لئے خرچ کیا ہے اس کی وضاحت کی جائے کہ کیا ہماری حکومت کو یہ پتا نہیں تھا کہ گندم کی فصل آنے والی ہے، کیا اس چیز کا پتا نہیں تھا کہ ہم نے گندم کی فصل خریدنی بھی ہے یا اس بات کا پتا نہیں تھا کہ ہم نے اسے واپس بھی کرنا ہے اگر ان ساری چیزوں کا پتا تھا تو اس کو بجٹ کے اندر reflect کیوں نہیں کیا گیا؟ اگر اتنی بڑی رقم کو بجٹ کے اندر reflect کر دیتے تو اس چیز سے بچا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! interest on debt and other obligations کے اندر 31کروڑ کی رقم ہے اور administration of justice کے لئے 17کروڑ روپے announce کئے گئے ہیں۔گزشتہ سال administration of justice کے لئے 17کروڑ ضمنی گرانٹ کے طور پر استعمال کیا ہے اور اگلے سال کے لئے expect کر رہے ہیں کہ ہمیں اس مد کے اندر ایک روپیہ بھی نہیں چاہئے اور میں نے یہ بات بجٹ پر عام بحث کے دوران بھی کی تھی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ- چونکہ opening اپوزیشن نے کرنی ہوتی ہے اس کے بعد اب تمام ممبران کے لئے پانچ منٹ کا ٹائم ہے- سید ناظم حسین شاہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں- سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں- جو پہلے بات نہیں کر سکے اب ان کا ٹائم ہے انہیں بات کرنے دیں-

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے اور ایوان سے متعلق ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! کرنل صاحب! آپ کو پتا ہے کہ میں accommodate کرتا ہوں- اس میں بھی House کا interest ہے کہ میں معزز ممبران کی بات کرا لوں-

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! پہلے تو آپ نے ایک ماسٹر بٹھا دیا اور ابھی دو حوالدار میجر باہر کھڑے کئے ہوئے ہیں کہ کوئی اندر آئے اور نہ باہر جائے- آپ لوگوں نے اس House کو کتنا نیچے کرنا ہے اور آپ نے پارلیمنٹیرین کو کتنا نیچے کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: باہر آئے، نہ جائے کا کیا مطلب ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! باہر دو حوالدار میجر کھڑے ہیں I would not name them you go and check them کہ جو بھی ایم پی اے نکلتا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ آپ کدھر جا رہے ہو of course they did not ask me لیکن باقیوں کو کرتے ہیں- ایک تو آپ نے حاضریوں کے لئے ہیڈ ماسٹر بٹھا لیا- آپ ایم پی ایز اور پارلیمنٹیرین کو کتنا humiliate کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ- ہم اسے دیکھتے ہیں- سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب!

سردار قیصر عباس خان مگسی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا- بجٹ پر میرے تمام دوستوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا- ہمیں عوام نے اپنا نمائندہ بنا کر یہاں ایوان میں بھیجا اور اس توقع کے ساتھ بھیجا کہ ہم یہاں آ کر اپنی عوام اور ووٹروں کا، ان کے حقوق کا تحفظ کریں گے اور ان کی بہتری کے لئے اقدامات کریں گے- میں سب

سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو، ان کی ٹیم کو، جناب کامران مائیکل وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اگر ان کے ساتھ سیکرٹری فنانس اور چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا ذکر نہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ ناانصافی ہو گی۔ انہوں نے شبانہ روز محنت کر کے اس بجٹ کو تیار کیا ہے۔ میرے خیال میں پنجاب کی تاریخ میں اس سے بہتر عوام دوست اور متوازن بجٹ پہلے کبھی پیش نہیں ہوا۔ اس بجٹ میں کسانوں، زمینداروں، پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں اور خواتین کے لئے بہت زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ غریب لوگوں کے بچوں کو تعلیم دلانے کے لئے دانش سکولوں کا قیام عمل میں لائے لیکن انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے حزب اختلاف کے ساتھیوں نے اس احسن کام کو appreciate کرنے کی بجائے اس پر اعتراضات اٹھائے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے اعتراض کیا کہ غریبوں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے پیلی ٹیکسیاں کیوں دی جا رہی ہیں اور ہمارے دوستوں نے یہ بھی اعتراض کیا کہ نوجوانوں کی بے روزگاری ختم کرنے کے لئے رقم کیوں رکھی گئی ہے؟ انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ حزب اختلاف کے دوست ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی عوام دوست پالیسیوں کو follow کرنے کی بجائے ان پر تنقید کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم میں ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقلید کی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی تو اس میں transparency کو ensure کیا گیا اور بلا تفریق یہ ٹریکٹر کاشت کاروں کو مہیا کئے گئے۔ اس کے برعکس جب وفاقی حکومت کی طرف سے ٹریکٹروں کی تقسیم کی گئی تو اپنے من پسند لوگوں کو نوازا گیا۔

جناب سپیکر! ہم نے فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا تو ہمارے دوستوں نے اس کی بھی تقلید کی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے نوجوانوں کی بے روزگاری ختم کرنے کے لئے بہت سے پروگرام شروع کئے ہیں، بجائے اس کے کہ وفاقی حکومت بھی نوجوانوں کی بے روزگاری ختم کرنے کے لئے کوئی پروگرام شروع کرتی انہوں نے ہمارے پروگراموں کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کا یہی جرم ہے کہ انہوں نے نوجوانوں کی بے روزگاری ختم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے پیلی ٹیکسی سکیم شروع کی، نوجوانوں کو بلا سود قرضے اور زرعی گریجویٹ کو زمینیں دینے کا اعلان کیا ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے دوستوں نے اس قسم کا کوئی پروگرام شروع کرنے کی بجائے ہمارے اچھے پروگراموں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

جناب سپیکر! عوام نے دیکھا ہو گا اور میرے پریس کے بھائیوں نے بھی observe کیا ہو گا کہ دانش سکولوں میں غریبوں کے بچے بھی اس طرح کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں کہ جس طرح ایک بزنس مین یا بیوروکریٹ کا بچہ ایچی سن، لاہور گرائمر سکول اور بیکن ہاؤس میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ پہلے غریب آدمی بے چارگی اور بے بسی سے دیکھتا تھا کہ اس کا ذہین اور قابل بچہ اچھے سکول میں نہیں پڑھ سکتا لیکن اب دانش سکولوں کی وجہ سے اس غریب کا بچہ بھی بیکن ہاؤس جیسی تعلیم حاصل کر سکے گا۔

جناب سپیکر! اس صوبہ میں جب سیلاب آیا تو ہمارے وزیر اعلیٰ نے سیلاب متاثرین کے لئے دن رات کام کیا، انہوں نے اپنی صحت اور نہ ہی اپنے آرام کا خیال کیا بلکہ دن رات کوشش کر کے ان سیلاب زدہ لوگوں کے لئے relief فراہم کیا۔ خصوصاً جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس پر بھی ہمارے دوستوں نے اعتراض کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وہاں جانے سے بے جا اخراجات ہوئے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا کوئی معزز ممبر پریس گیلری میں بیٹھ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا پریس گیلری میں کوئی ممبر بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب عبدالوحید چودھری: جی، پریس گیلری میں کرنل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب! پریس گیلری میں جو بھی ممبر ہیں ان کو فوراً نیچے بلائیں اور دیکھیں کہ کون سے ممبر ہیں؟

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اعتراض اس بات پر کیا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب میں جو دورے کئے ہیں ان پر بے جا اخراجات آئے ہیں۔ اگر کسی ممبر صوبائی اسمبلی کے بچے پانی میں ڈوب رہے ہوں اور وہ یہاں بیٹھ کر اپنے نوکر کو حکم دے کہ میں تو ادھر مصروف ہوں اور میرے وہاں آنے پر خرچہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے میرے بچوں کو تم بچا لینا کیا ایسا ممکن ہے؟ ہمارے وزیر اعلیٰ نے پنجاب کے عوام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور کسی بھی غریب کو اگر کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ وہاں خود پہنچ کر اس کے دکھوں کا مداوا کریں۔ اس پر بھی تنقید کی گئی کہ وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب گئے ہیں تو اس پر بے جا اخراجات آئے ہیں۔ میں آخر میں آپ کا

بے حد مشکور ہوں، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہت بہتر اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت خوشی ہو رہی ہے کہ آج ایک balanced budget کی تعریف کرنے کا مجھے موقع ملا ہے۔ میں سب سے پہلے آپ، کامران مائیکل صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس مرتبہ جو بجٹ بنایا ہے اس بارے میں سب سے مشورہ کیا گیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ ایم پی اے صاحبان اور کابینہ کے ممبران سے مشورہ کر کے بجٹ بنایا گیا ہے۔ اس بجٹ کی تیاری میں political لوگ شامل تھے اسی وجہ سے اس بجٹ کے اندر ایسی چیزوں کا خیال رکھا گیا جو کہ ہمارے لئے انتہائی ضروری تھیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک اور فخر یہ ہے کہ ہم نے string attached with foreign aid سے انکار کیا لیکن اس کے باوجود ہم نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں اور مسائل کے باوجود ہمارا بجٹ black میں رہا اور red or deficit میں fall نہیں کیا اس لئے that is a big achievement اور اس کو appreciate کرنا صوبہ کے ہر فرد کا فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے ترقیاتی کاموں کے لئے 220 billions روپے کی رقم رکھی ہے۔ اگر میں اس کو compare کروں تو صوبہ سندھ میں 161 billions روپے رکھے گئے ہیں اس لئے یہ اقدام انتہائی appreciate کرنے والا ہے۔ اسی طرح شعبہ تعلیم کے لئے ہماری حکومت نے تقریباً 68 billions روپے مختص کئے ہیں۔ 40۔ ارب روپے straightaway تعلیم کے فنڈ میں رکھے گئے ہیں، 3۔ ارب روپے دانش سکولوں کے لئے اور پھر TEVTA کے لئے علیحدہ رقم مختص کی گئی ہے اس طرح یہ overall، 68۔ ارب روپے بنتے ہیں جو کہ شعبہ تعلیم کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ میں یہاں یہ بات کہنا چاہوں گی کہ United Nations Charter کے مطابق پاکستان کو اپنا 4 فیصد بجٹ تعلیم کے لئے spend کرنا چاہئے۔ باقی صوبے 2 فیصد تک بھی نہیں پہنچے جبکہ پنجاب 4 فیصد کے قریب قریب ہے۔ جب ہم ایسا کوئی بھی step لیتے ہیں کہ جس میں پنجاب lead کر رہا ہوتا ہے تو وہ سارے صوبے کے لئے ہوتا ہے اس لئے حزب اختلاف اور باقی سب لوگوں کو اس چیز کو appreciate کرنا چاہئے۔ ہماری حکومت نے تعلیم کو انتہائی اچھے level پر لانے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے کسی بھی ایسے fund سے انکار نہیں کیا کہ جس میں اس صوبے کا فائدہ ہو جیسے U.K Government یا دوسرے بہت سے ادارے ہیں جو کہ ہمارے projects کی development میں مدد کرنا چاہتے ہیں۔اسی طرح ہم لوگوں نے Asian Development and World Bank کی کسی بھی ایسی امداد کو No نہیں کہا جو کہ ہمارے صوبہ کے فائدے میں ہے لیکن provided that there are no political strings attached with it. اور میں اس چیز کو اس وقت اپنے دل سے appreciate کرنا چاہتی ہوں۔صوبہ پنجاب کا بجٹ basically Federal Government پر dependant ہوتا ہے یعنی انہی سے funds transfer ہوتے ہیں تو پنجاب حکومت کا بجٹ بنتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے کوشش کی ہے کہ elite class, elite clubs, circus and fashion shows پر ٹیکس لگائے جائیں اس سے ہم نے Punjab Fund میں 88 بلین روپیہ increase کیا ہے، That is a big achievement اور میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ ہمیں سستی روٹی اور دانش سکول کا طعنہ دے رہے تھے وہ یہ دیکھیں کہ ان انقلابی سکیموں سے ہمارا بجٹ upset نہیں ہوا بلکہ ہم نے اپنی عوام کو subsidies دیں جبکہ وفاقی حکومت نے subsidies ختم کیں اس لئے ہمیں اس چیز کو definitely appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ add کرنا چاہوں گی کہ جب کسی ملک کی problems دیکھی جاتی ہیں تو اُس میں ہم unemployment versus funds کو compare کرتے ہیں۔آپ یہ دیکھیں کہ بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بہت سے لوگ lay off ہو رہے ہیں اور جب آپ کے بہت سے لوگ سڑکوں پر آ جاتے ہیں تو automatically بے روزگاری ایک بہت بڑا مسئلہ بن جاتی ہے اور law and order کے problems بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ ہم ایک طرف education کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف uneducated and even educated لوگوں کو اگر روزگار فراہم نہیں کر سکتے تو اس سے ایک دوسرا problem کھڑا ہو جاتا ہے جس کو handle کرنا انتہائی ضروری ہے۔اس وقت بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے 800CC ٹیکسی کی سکیم بنائی گئی ہے جس کو ہم خود fund کریں گے اور اسی طرح سے micro finance کیا جا رہا ہے جس میں ہم بے روزگار لوگوں کو business opportunity دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ ہم ان کو کچھ نہ کچھ زرعی پلاٹس دے رہے ہیں اور ایسی بہت سی سکیمیں بے روزگاری کو ختم کریں گی۔یہ ابھی شروعات ہیں

اور مجھے یقین ہے کہ میرے فاضل ممبران حتیٰ کہ اپوزیشن کے فاضل ممبران بھی اچھی چیزوں کو appreciate کرنے کے لئے ایک بڑا دل رکھتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No point of order.

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میری فاضل ممبر نے اپنی تقریر میں صوبہ پنجاب کو صوبہ سندھ کے ساتھ compare کیا ہے تو یہ ہمارا point negative بنتا ہے کیونکہ population کے حساب سے 160۔ارب روپیہ بہت زیادہ رقم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میری بات سُنیں۔ آپ ماشاء اللہ پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ اس بحث کے اندر جب آپ کی پارٹی کا کوئی ممبر کھڑا ہو گا تو آپ یہ بات اُس کو بتا دیں وہ اپنی تقریر میں یہ بات کر لے۔ جی، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری عبداللہ یوسف صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ طارق محمود باجوہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل کو پر جوش انداز میں بجٹ تقریر پڑھنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں لیکن جناب کامران مائیکل کا بطور وزیر خزانہ نوٹیفکیشن ہونے کے بعد اُن کے ساتھ جو آنکھ مچولی کھیلی گئی وہ ایک انتہائی افسوسناک امر ہے اور یہ چیز پنجاب حکومت کی سوچ کو بھی ظاہر کرتی ہے کہ انہوں نے کس طرح سے دوغلی پالیسی کو ابھارا کیونکہ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ ہم اقلیتوں کو قومی دھارے میں شامل کرنا چاہتے ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ انہیں دوسری طرف کس چیز کا ڈر تھا کہ کامران مائیکل کے وزیر خزانہ ہوتے ہوئے بھی وہ اس چیز سے ڈر رہے تھے کہ انہیں بجٹ تقریر پڑھانی چاہئے یا نہیں۔ بہر حال پنجاب حکومت کے اس اقدام سے اقلیتوں کے حوالے سے دوغلی پالیسی نمایاں ہو گئی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے 22 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اس کے لئے میں جناب کامران مائیکل اور پنجاب حکومت کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اقلیتوں پر اتنا احسان کیا ہے کہ گزشتہ سال کے مقابلے میں اقلیتوں کے اس فنڈ میں 50 لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اقلیتوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے حکومت پنجاب کا یہ بہت بڑا احسان

ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ اقلیتوں کی ترقیاتی سکیموں اور اقلیتوں کے طلباء کے لئے وظائف میں 50 لاکھ روپے کا فنڈر کھا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ 22 کروڑ روپیہ مزید جن سکیموں میں خرچ کرنا ہے وہ بھی بتانا چاہئے تھا۔ میں ایک اور بات کرنا چاہوں گی کہ ہماری طرف سے جو لوٹے بن کر اُدھر گئے ہیں تو اقلیتوں کے اس فنڈ سے ان کو facilitate کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اقلیتوں کے ساتھ اُن کا کسی قسم کا کوئی contribution نہیں ہوتا اور یہ افسوسناک امر ہے کہ ان لوٹوں کو صرف اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے اقلیتوں کے فنڈ کی بندر بانٹ کر لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، جناح آبادی سکیم اور ییلو کیب سکیم میں اقلیتوں کے لئے کوئی کوٹا مخصوص نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پر جناب کامران مائیکل سے گزارش کروں گی کہ وہ میری اس تجویز کو اپنے چیف منسٹر تک پہنچائیں کہ ان سکیموں میں اقلیتوں کو نظر انداز نہ کریں اور اُن کے لئے کوٹا مخصوص کریں۔ میری ایک اور تجویز ہے کہ اقلیتوں کے لئے جو 22 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے بجائے اس کے کہ اس پیسے کی بندر بانٹ کی جائے، اقلیتوں کے غریب لوگوں کو تین تین مرلہ کے گھر بنا کر دیئے جائیں تاکہ وہ غریب لوگ آپ کو دعا بھی دیں۔ کچھ لوگ پہلے پانچ سال کافی لوٹ مار کر چکے ہیں تو اُن کے پاس کافی کچھ جمع ہو چکا ہے اس لئے اب اُن غریبوں کا سوچیں جن کے لئے آپ نے یہ fund allocate کیا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا رکھا جاتا ہے تو sweepers کے سوا as such اس کی کہیں بھی implementation نہیں ہو رہی تو میں گزارش کروں گی کہ وزیر صاحب اس کو خود monitor کریں۔ میں یہاں پر تعلیم کے حوالے سے بھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گی کہ دانش سکول ایک انتہائی غیر دانشمندانہ اقدام ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب کے اندر 35 ہزار سکول missing facilities والے ہیں یعنی وہاں پر نام کے سکول ہیں اور وہاں پر سٹاف، بلڈنگ، فرنیچر، کمپیوٹر لیب اور سائنس لیب بھی نہیں ہے۔ حکومت کو پہلے سے موجود سکولوں کی حالت کو بہتر بنانے کو priority دینی چاہئے تھی۔ ان سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے جہاں ایک ایک استاد دس پندرہ بیس بچوں کو لے کر بیٹھا ہوتا ہے، پورے سکول کا ایک ہی استاد سائنس، آرٹس اور سارے مضمون پڑھا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ ایجوکیشن کے لئے مخلص ہیں اور اسے promote کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہئے تھا کہ جو سکول موجود ہیں، جن میں سہولیات کی کمی ہے تو ان

میں وہ سہولیات فراہم کرتے اور بعد میں نئے منصوبوں کا آغاز کرتے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اربوں روپیہ دانش سکولوں کے منصوبے پر خرچ کر دیا جو میں سمجھتی ہوں کہ انتہائی غیر دانشمندانہ اقدام ہے۔

جناب سپیکر! مجھے پنجاب حکومت کی سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سی ایجوکیشن promote کرنا چاہتے ہیں کہ پرائمری اور مڈل کے بورڈ کے امتحانات لے کر بچوں کو خوار کیا گیا۔ اس میں ایک انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ امتحانات کے نتائج آنے سے پہلے ہی اخبارات میں اعلان کیا گیا کہ تمام بچے کامیاب قرار دیئے جائیں گے۔ میرے خیال میں یہ گدھے اور گھوڑے کو ایک ساتھ باندھنے والی بات ہے کہ ایک طرف وہ بچے تھے جنہوں نے بہت محنت کی اور دوسری طرف وہ بچے بھی تھے جنہوں نے محنت نہ کی ہو گی، جب یہ بات واضح ہو جائے کہ آپ سب بچے کامیاب ہیں تو پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر ان امتحانات کا کیا فائدہ ہے اور محکمہ تعلیم کی پالیسی کیا ہے؟ اسی طرح ایک انتہائی اہم اور توجہ طلب مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں غیر مسلم بچوں کے لئے Ethics کا کوئی کتابی نصاب نہیں تھا جس کے ذریعے وہ امتحانات کی تیاری کرتے۔ اس میں افسوسناک بات یہ ہے کہ کرسچئن بچوں یا غیر مسلم بچوں کو امتحانات میں appear کرایا گیا اور اس کے بعد ان کی marks sheets پر star لگوایا گیا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آخر ان بورڈ کے امتحانات کی ایسی کون سی مصیبت تھی کہ اسے بچوں پر لادا گیا کہ آپ نے یہ امتحانات ہر صورت دینے ہیں۔ یہاں اس وقت وزیر تعلیم نہیں بیٹھے میں آپ کی وساطت سے کامران مائیکل صاحب کے گوش گزار کروں گی کہ آپ پرائمری اور مڈل کے بورڈ کے امتحانات کو ختم کریں کیونکہ اس کا کوئی تک نہیں بنتا کہ بچوں کو ان امتحانات میں خوار کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بہت رونا رویا جاتا رہا ہے کہ یہ بہت balanced budget ہے لیکن افسوسناک بات ہے کہ اس بجٹ میں 1072۔ارب روپے کا overdraft ہے، 23۔ارب روپے ملازمین کے provident fund سے نکالے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ میں اگلے معزز ممبر کو بلانے سے پہلے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ابھی ہاؤس میں point out کیا گیا تھا کہ ہمارے ایک معزز ممبر جا کر پریس گیلری میں بیٹھ گئے تھے۔ Rules of Procedure کا Rule 223 ہے کہ:

223. Rules to be observed by members while present in Assembly.

(j) shall neither occupy a seat in the Galleries nor, while in the Chamber, engage himself in conversation with any Visitor in a Gallery;

اس وقت House میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب سب سے سینئر ممبر ہیں۔ یہاں بہت عام ہو گیا ہے کہ ممبران یہاں بیٹھ کر Visitors Gallery میں بات کرتے ہیں، اشارہ کرتے ہیں اور Press Gallery کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ ہم جب norms کی بات کرتے ہیں، decorum of the House کی بات کرتے ہیں اور اسمبلی کے استحقاق کی بات کرتے ہیں تو میرے خیال میں ہم سب کو مل کر اس اسمبلی کے استحقاق کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ میں اس پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا point of view چاہوں گا کہ ہم کس طرح اس کو maintain رکھ سکتے ہیں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا کچھ lack ہوتا جا رہا ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی اس رائے سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ ممبران کی بڑی تعداد موجودہ ایوان میں ایسی ہے جو پہلی دفعہ منتخب ہو کر آئی ہے، ان کو غالباً اسمبلی کی روایات اور تقدس کا احساس نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہو گا آپ اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے اور اجلاس کو جناب سپیکر Chair کر رہے تھے۔ میں نے تجویز دی تھی کہ ہم اسمبلی کے اندر کمیٹی روم (اے) میں prominent constitutional lawyers اور جو اسمبلی کے سابقہ سیکرٹری رہے ہیں ان سے ایک گھنٹہ لیکچر کا انتظام کریں گے اس میں جو خواتین و حضرات شرکت کرنا چاہیں وہ اپنا نام دے دیں۔ وہ بھی دوران اجلاس تھا نہ کہ آگے پیچھے ممبران کو گھروں سے آنا پڑے لیکن سوائے ایک خاتون ممبر اور ایک مرد ممبر کے کسی اور ممبر نے اپنا نام نہیں دیا تھا۔ میں تو اب بھی یہ تجویز کروں گا کہ دوران اجلاس ہی اور اگر چاہیں تو آگے پیچھے بھی لیکچر کا انتظام ہو سکتا ہے جس میں ممبران اسمبلی کو یہاں کے آداب، روایات اور rules کے بارے میں بتایا جا سکتا ہے۔ کچھ ایسی روایات بھی ہیں جو rules میں نہیں لکھی ہوئیں جیسے برطانیہ کا unwritten Constitution ہے۔ ہماری بھی وہ روایات ایسی ہیں جن کو توڑا نہیں جا سکتا لیکن یہاں توڑا جاتا ہے۔ میں آپ کی رائے کا سو فیصد احترام کرتا ہوں اور اپنی پارٹی کے ممبران کو ضرور یہ request کروں گا کہ ان روایات کا احترام کیا جائے۔ اس وقت قائد حزب اختلاف اور چودھری ظہیر الدین صاحب موجود نہیں ہیں، ان دونوں حضرات کی بھی ذمہ داری

بنتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کو ان روایات کا پابند رکھیں اور خاص طور پر rules کی پابندی کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب نے جو کہا ہے ہم بھی اس چیز کی تائید کرتے ہیں کہ تمام ممبران کو ایک گھنٹہ کی ٹریننگ دینی چاہئے لیکن اس میں آپ نے ممبران کو جو rules and regulations بتانے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سینئر وزراء ہوں، جونیئر وزراء ہوں یا ممبران اسمبلی ہوں انہیں یہ بھی بتانا چاہئے کہ اگر ہم نے اپوزیشن کا جواب دینا ہے تو اس جواب کی language بھی proper ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جاوید صاحب! آپ ایک منٹ میری بات سنیں۔ اگر آپ پچھلی proceedings دیکھیں گے تو جب سپیکر بولنا شروع کرتا تھا تو معزز ممبران خاموشی اختیار کر لیتے تھے۔ میں آپ کو روک نہیں رہا۔ میں جب parliamentary procedure کی کتابیں پڑھتا ہوں تو آپ یقین کریں کہ جن کو ہم ان پڑھوں کی اسمبلی کہتے تھے وہاں جب سپیکر بات کرتا تھا یا کوئی دوسرا معزز ممبر بات کرتا تھا تو ممبران بات سننے کے لئے بیٹھ جاتے تھے یعنی آپس میں ایک احترام کا رشتہ تھا۔ آپ جس بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں اس ایوان میں آپ سب برابر ہیں اور سب کا status برابر ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! اگر ہمارا اپوزیشن کا کوئی ممبر صحیح بات بھی کرتا ہے تو وزیر قانون ہمیشہ اسے اس طرح سے tease کرتے ہیں کہ جس طرح کوئی جاہل اور گنوار بندہ بات کرتا ہے اس لئے اس چیز کی بھی ٹریننگ ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اگر ہم واقعی ایک پڑھا لکھا culture متعارف کرانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی اصلاح ضروری ہے۔ میری شروع سے یہ عادت رہی ہے اور میری کوشش ہوتی ہے کہ تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کی جائے لیکن بعض اوقات میں نے بھی محسوس کیا کہ میں بھی track سے ہٹ رہی ہوں۔ اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب دوسری جانب سے تلخ جملے آتے ہیں تو اپنے اندر ایک تلخی پیدا ہونے لگتی ہے جو جملوں

میں نظر آتی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ حکومتی بنچوں کی جانب سے ہر حال میں مصالحانہ رویہ ہونا چاہئے اور تہذیبی انداز سے جملوں کی ادائیگی ہونی چاہئے تاکہ اپوزیشن میں بیٹھے ممبران کے جذبات میں بھی تلخی نہ بڑھے اور وہ ہمارے جملوں سے عیاں نہ ہو۔ یہ میری استدعا ہے کہ اگر آپ اس چیز کو لاگو کرنا چاہتے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے اور ہماری ٹریننگ بھی ہونی چاہئے۔ ہمیں بھی پتا ہونا چاہئے کہ ہم نے کن حدود وقیود میں رہ کر بات کرنی ہے۔ میں اس سلسلہ میں اپنے سب ساتھیوں سے اتفاق کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اِس پر ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کچھ سینئر ممبران کو بلا کر بات کریں گے۔ اگلے مقرر مہر اشتیاق احمد صاحب ہیں، موجود نہیں ہیں۔ محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! چونکہ بجٹ تقریر میں باری نہیں آسکی تو اب آپ نے ضمنی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا اُس پر میں آپ کی مشکور ہوں۔ بجٹ پر بہت بحث و مباحثے اور تقاریر ہو چکی ہیں لیکن میں اس مقدس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ ہمارا المیہ ہے کہ ہم سب پاکستانی ہیں لیکن پاکستانی ہونے کے باوجود ہم ایک قوم کی حیثیت سے کبھی بھی اُبھر کر سامنے نہیں آسکے اور یہی سوچ اور اناء پرستی اس بجٹ سے ظاہر ہے۔ اپنی غلطی کو مان لینا بھی بہت بڑی بات ہے لیکن اگر اپنی غلطی ملکی مفاد یا عوام کے مفاد میں ہو تو کیا ہی اچھی بات ہے کیونکہ اِس سے بہت دُور رس نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ اس بجٹ میں سرکاری سکولوں اور کالجوں کو پھر نظرانداز کر دیا گیا ہے اور لاوارث چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ ان سرکاری سکولوں اور کالجوں میں غریبوں کے بچے ہی پڑھتے ہیں کیونکہ امیروں کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں اپنی من چاہی فیسیں دے کر اچھے ماحول میں پڑھتے ہیں لہذا سرکاری سکولوں کی طرف کس نے غور کرنا ہے؟ جس طرح سستی روٹی پر اربوں روپے ضائع کئے گئے اسی طرح یہ حکومت دانش سکولوں پر اربوں روپے ضائع کرنے کے چکروں میں ہے۔ لاکھوں کی آبادی والے علاقوں میں صرف ایک دانش سکول کیا کام کرے گا اور کتنے بچے وہاں سے مستفید ہو سکیں گے؟ میری تجویز ہے کہ وہاں پر موجود سرکاری سکولوں کو بند کر دیں اور تالے لگا دیں کیونکہ خواہ مخواہ وہاں کے اساتذہ کو تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ میں نے خود کئی دفعہ سرکاری سکولوں کا سروے بھی کیا ہے جن میں سے بعض سکول ایسے ہیں جہاں پر پندرہ اساتذہ ہیں اور صرف بیس بچے ہیں لہذا اس کی طرف بھی غور کیا جانا چاہئے کہ ہم سرکاری سکولوں پر خواہ مخواہ پیسے ضائع کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کے

ماتحت سکولوں کو بند کر کے انہیں دانش سکولوں کا نام دے دیا جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ دوسرے سکولوں کا فائدہ ہی نہیں ہے۔ اگر ہم اپنا نظامِ تعلیم بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم یکساں نظامِ تعلیم لے کر آئیں۔ ایک ایسا نظامِ تعلیم جو پرائیویٹ سکولوں میں بھی وہی ہو۔ ہم اپنے بچوں کو motivate کریں اور ایسے سکول ہونے چاہئیں کہ ہم سرکاری سکولوں میں اپنے بچوں کا داخلہ کروائیں تاکہ پرائیویٹ سکولوں والے بھی مجبور ہو کر اپنی فیسیں کم کر دیں۔ اس سے اُن کی فیسیں بھی کم ہو جائیں گی جو عام آدمی کی پہنچ میں ہوں گی۔ اس کے علاوہ دانش سکول کے قیام سے جو طبقاتی تفریق پیدا ہو رہی ہے یہ بھی ختم ہو جائے گی لہذا اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاؤس میں ہمیشہ قومی سوچ اور ملکی مفاد کے حوالے سے باتیں کی جاتی ہیں لیکن افسوس کہ یہاں پر عملی طور پر کبھی بھی کچھ ہونے کا مظاہرہ نظر نہیں آتا اور ہر آنے والی حکومت اپنے نام کی خاطر پچھلی حکومت کا عوام کی فلاح و بہبود کا کوئی بھی منصوبہ چلنے نہیں دیتی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو بھی نئی حکومت آتی ہے وہ گزشتہ حکومت کے اچھے کاموں کو آگے لے کر چلے لیکن اگر اُن کاموں میں کوئی خامیاں ہیں تو اُن کو دُور کر کے بہتر طریقے سے آگے لے کر آئے تاکہ ادارے مضبوط ہوں اور ملک ترقی کرے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جیسے موجودہ حکومت نے بھی 1122، وارڈنز اور 8۔کلب جیسے بہت سے منصوبوں پر بے جا تنقید کی لیکن تین سال کے عرصے میں کیا ہو رہا ہے؟ اب وہی ادارے عوام کی خدمت کر رہے ہیں لہذا ہمیں تنقید برائے تنقید سے تھوڑا ہٹنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور issue پر دلانا چاہوں گی کیونکہ میرا تعلق گجرات سے ہے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے وزیر آباد میں کارڈیالوجی ہسپتال کے قیام کا منصوبہ بنایا تھا مگر اِس حکومت نے آتے ہی اُس منصوبے کو بند کر دیا اور اسے جنرل ہسپتال میں تبدیل کر دیا۔ ہر علاقے میں گورنمنٹ ہسپتال موجود ہے مگر وہاں پر کارڈیالوجی ہسپتال کا منصوبہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بنایا گیا تھا۔ اب گجرات، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے دِل کے مریضوں کو ڈاکٹر حضرات لاہور میں refer کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے مریض یہاں آتے ہوئے expire ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل main GT Road پر منصوبہ تھا جسے انہوں نے ختم کر کے جنرل ہسپتال میں تبدیل کر دیا جو بہت افسوس کی بات ہے۔ انہیں دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی بجائے عملی طور پر بھی ملک کی خدمت کی خاطر روایت کو اپنانا چاہئے اور اپنے نام کی نمود و نمائش نہیں کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!پلیز اب آپwind upکر دیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! مجھے صرف تین منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں،main budgetمیں بھی پانچ منٹ رکھے تھے اور ضمنی بجٹ میں بھی پانچ منٹ ہی رکھے ہیں۔اب آپwind upکر لیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: ٹھیک ہے۔جناب سپیکر!میں ییلو کیب سکیم پر بات کرنا چاہوں گی۔جیسے کہا گیا کہ یہ ییلو کیب 35 سال کی عمر سے اوپر کے گریجویٹس کو دی جائے گی۔مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے اسمبلی کے الیکشن کے لئے بی اے کی شرط لگائی گئی تھی اسی طرح انہوں نے ییلو کیب کے لئے بھی یہی کام شروع کر دیا ہے۔ہمارے ملک میں دہشت گردی کے علاوہ سب سے بڑا مسئلہpower sectorکا ہے اور اس صوبہ میں اب تک اپنی مدد آپ کے تحت کوئی بھیpower sectorکا منصوبہ بننے میں نہیں آیا۔اس حکومت نے عوام سے بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے کے جھوٹے وعدوں پر ووٹ لئے اور آج اسی وجہ سے ایوان میں بیٹھے ہیں جو بڑے دکھ کی بات ہے۔اگر اُن وعدوں کو پورا کرنے کے لئے پہلے بجٹ میں ہی یہ کوئی میگا پراجیکٹ لاتے تو آج تین سال میں ان کا کوئی نہ کوئی پراجیکٹ مکمل ہونے کے قریب ہوتا لیکن انہوں نے سوائے گزشتہ حکومت کو رونے کے اور اُس پر ہر چیز کا الزام لگانے کے کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں ایکmismanagementکی طرف اشارہ کرانا چاہوں گی کہ ہمیشہ گیس کی سپلائی کو وفاق کا مسئلہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔زیادہrevenueدینے والے علاقے جیسے فیصل آباد، گوجرانوالہ، گجرات اور دوسرے چھوٹے صنعتی شہر ہیں جہاں پر گیس کی سپلائی بالکل ہی نہیں ہے اور ہماری صنعتیں بالکل برباد ہوتی جا رہی ہیں۔میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ بسوں اورToyota Hiaceکو جو سی این جی دیتے ہیں اسے روکا جائے کیونکہ ایک بس اورHiaceمیں 5 سے 8 سی این جی سلنڈر ہوتے ہیں۔اگر بسوں وغیرہ کو اتنی زیادہ سی این جی دیتے ہیں تو کرایوں میں بھی کمی کریں۔حکومت کو اس پر غور کرتے ہوئے بسوں اورHiaceکو دی جانے والی گیس مکمل طور پر بند کر دینی چاہتے چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں اپنی تقریر کو ایک شعر کے ساتھ ختم کرنا چاہوں گی کہ:

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد سعید مغل!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ویسے پوائنٹ آف آرڈر روکے ہوئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ اپنی بات کا اتنا تو regard کریں کہ آپ نے پنجاب ہاؤس کی کمیٹی بنائی تھی جس حوالے سے آپ نے اُس دن سیکرٹری صاحب سے بھی فرمایا تھا مگر آج تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں یہی point out کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے میں نے کہہ دیا ہوا ہے۔ ہم میٹنگ بلا لیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کے کہہ دینے کا مقصد یہی ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے اس کمیٹی کا چیئرمین ڈاکٹر طاہر علی جاوید کو بنایا تھا لیکن وہ absent ہیں اور ہمیں اُن کا ہی انتظار ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! دیکھیں، یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ سب کا مسئلہ ہے۔ پختونخواہ والے آکر رہیں تو اُن کے لئے without any charges ہے، بلوچستان والوں کے لئے free ہے اور سندھ کا ممبر آکر رہے تو اُس کے لئے بھی free ہے مگر اُس کی family رہے تو -/200 روپے ہے لیکن ہمارا پنجاب اسمبلی کا ممبر جائے تو اُس کو -/500 روپے دینا پڑتے ہیں اور اگر اُس کی family رہے تو -/2000 روپے دینا پڑتے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ تفاوت کس لئے ہے؟ آپ مجھے اس نکتے کی وضاحت کر دیں کہ ہمارا جو prerogative ہے کیا ہمارا جو prerogative ہے اور ہمارے جو privileges ہیں تو ان میں ہماری فیملی کو یہ privilege ہے کہ نہیں، اگر ہے تو پھر یہ بتائیں کہ یہ کس حساب سے -/2000 روپے لیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! اسی بات پر باقاعدہ House کی کمیٹی بنائی اور announce کیا۔ اب میٹنگ تو اس کمیٹی کے کنوینر نے بلانی تھی لیکن وہ اس وقت موجود نہیں ہیں، جیسے ہی وہ آتے ہیں تو میٹنگ بلا کر اسے take up کر لیں گے۔ آپ ماشاء اللہ سینئر ممبر ہیں اور جب آپ نے ایک بات point out کی تو ایک طریق کار کو اپناتے ہوئے Chair نے فوری طور پر کمیٹی بنائی اور کنوینر بھی مقرر کر دیا جو کہ House کی consent سے کیا ہے۔ کنوینر جیسے ہی آتے ہیں تو ہم اسے take up کراتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر وہ serious نہیں ہیں تو ہم آپ کی سربراہی میں بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اور آپ فیصلہ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ہم اسے دیکھ لیتے ہیں کیونکہ پہلے ایک کنوینر بنایا تھا۔

جناب شاہد محمود خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! شاہ صاحب! نے جو بات کی ہے مہربانی کر کے اس کا حل نکالا جائے کیونکہ پوری اسمبلی کا یہ معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد صاحب! میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ جب ایک کمیٹی بن جائے تو جب تک اس کی proceeding House میں نہیں آجاتی تو اس پر ہم یوں کیسے بات کر سکتے ہیں؟

جناب شاہد محمود خان: ہاسٹل میں ممبران کے کمروں کے سلسلے میں بھی کمیٹی بنی تھی لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد صاحب! اسے دیکھ لیتے ہیں، اب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کے لئے کوئی time frame بھی مقرر فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! ہم اسے دیکھتے ہیں۔ محمد سعید مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی کابینہ کے اقلیت سے تعلق رکھنے والے ہمارے معزز ممبر اور وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل صاحب کو عوام دوست اور ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خاص طور پر ان کی تقریر کا انداز جس جوش اور ہوش کے ساتھ تھا کیونکہ آج تک تو یہی سنتے آئے تھے کہ جہاں جوش ہوتا ہے وہاں ہوش نہیں ہوتا اور جہاں ہوش ہو وہاں جوش نہیں ہوتا لیکن ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ کامران مائیکل صاحب نے جوش اور ہوش دونوں کا دامن پوری برابری سے تھامے رکھا۔ بجٹ کی جزئیات کے اوپر میرے تمام دوستوں نے

اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا زیادہ مناسب نہیں سمجھتا لیکن چند ایک باتیں جو مجھے کھٹکتی ہیں میں وہ ضرور کروں گا۔

جناب سپیکر! ایک بات یہ کی گئی ہے کہ ایکسائز کی مد میں اضافہ اور خاص طور پر موٹر وہیکل کے ٹوکن ٹیکس تقریباً double ہو گئے تو اس کے بدلے میں عوام کو کچھ ریلیف بھی ملنا چاہئے تھا۔ یہ سڑکوں پر جا بجا ٹول ٹیکس لگے ہوئے ہیں ان پر وصول کئے جانے والے ٹیکس کس مد میں جاتے ہیں اور جو ٹوکن ہم سالانہ ادا کرتے ہیں وہ کس مد میں جاتے ہیں؟ اگر ایک ہی مد میں جاتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جگہ جگہ چونگی ٹیکس اور ضلع ٹیکس کی طرح عوام کو لائنوں میں کھڑے کر دینا کوئی مناسب اور عقلمندانہ اقدام نہیں۔ اگر یہ وفاقی حکومت کا ہے تو اس ٹوکن اور ٹول ٹیکس کی پوری رقم کو سالانہ جمع کر لیا جائے اور گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس پر divide کر دیا جائے تاکہ لوگوں کا وہاں پر وقت ضائع نہ ہو جبکہ وہاں پر کھڑے ہونے سے پٹرول بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک بات اور مجھے جو کھٹکتی ہے وہ یہ کہ میرا تعلق بھی زراعت سے ہے اور باقی بھی 80/90 فیصد لوگوں کا تعلق زراعت کے پیشہ سے ہے۔ ہم انڈسٹری کے خلاف بات کرتے ہیں اور جو بھی یہاں زبان کھولتا ہے یا اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے تو وہ انڈسٹری کے خلاف ہی بولتا ہے، کیا زراعت انڈسٹری کے بغیر ترقی کر سکتی ہے؟ وہ کون سا ایسا کھیت ہے جہاں پر بیج پھینک دیا جائے اور ٹریکٹر اگنا شروع ہو جائیں یا ہارویسٹر نکلنا شروع ہو جائیں اور وہ کون سا درخت ہے جس کے ساتھ ایسا کوئی اسلحہ لگنا شروع ہو جائے جو ہماری حفاظت کے لئے ضروری ہے؟ ہندوستان کو آپ نے اپنا ازلی دشمن قرار دے رکھا ہے تو کیا ہماری زراعت کوئی ایسی چیز پیدا کر سکتی ہے جو ہمارا دفاع کر لے؟ خدا کے لئے انڈسٹری کو متحارب سیکٹر نہ سمجھیں کیونکہ انڈسٹری کے بغیر زراعت بھی ترقی نہیں کر سکتی۔ آج کل خاص طور پر جب ہمارے ملک میں پانی کا بحران ہے تو نہ ہی ڈیم بنانے کی طرف ہمارا کوئی consensus ہوتا ہے کہ ہم ڈیم بنانے پر متفق ہو جائیں، کہیں یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ پنجاب پانی میں سے بجلی نکال لیتا ہے اور باقی پانی پھوکا کر دیتا ہے۔ اس طرح کے غیر عقلمندانہ اور نامناسب سے پروپیگنڈے شروع ہو جاتے ہیں جن کا شکار ہمارے قومی پراجیکٹ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں سنجیدگی کے ساتھ کم از کم چار سیکٹروں پر ایسی قومی پالیسی وضع کرنی چاہئے جس کے اندر تبدیلی نہ ہو سکے۔ نمبر 1 انڈسٹری سے متعلق پالیسی، تعلیمی پالیسی، صحت پالیسی اور چوتھے نمبر پر دفاع جس پر کسی قسم کا کوئی compromise اور change نہیں آنی چاہئے۔

جناب سپیکر!ایک طرف قومی ترقی کے لئے موٹر وے شروع ہوتا ہے اور جب دوسری حکومت آتی ہے تو اس کی دو لائنیں کم کر دیتی ہے یا اسے بند کر دیتی ہے جس سے اربوں روپے کے سرمائے سے شروع کیا ہوا پراجیکٹ التواء کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر قومی ترقی رک جاتی ہے۔ کچھ ایسی پالیسیاں ہوں جن پر کوئی بھی پارٹی آکر تبدیلی نہ کرے، بنیادی خدوخال تبدیل نہ کرے اور اس کے بنیادی اغراض و مقاصد تبدیل نہ کرے۔ اپنی ترجیحات ضرور اس میں insert کرے جو قومی مفاد اور ملک کے مفاد میں ہوں لیکن بنیادی طور پر ایسے اقدامات ہونے چاہئیں کہ اسے reject کرنا ممکن نہ ہو۔

جناب سپیکر!میں وہ باتیں دہرانا نہیں چاہتا جو میرے دوستوں اور معزز بھائیوں نے یہاں پر کی ہیں۔ دہشت گردی کے بارے میں بات ہوتی ہے تو ہم نے پچھلے سال پولیس کی تنخواہوں میں زبردست اضافہ کیا اور عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ کیا لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو نتائج ہم توقع کرتے تھے وہ برآمد نہیں ہو سکے۔ عوام کو وہ ریلیف نہیں ملا جس کے لئے اتنی بڑی رقم پولیس کے لئے خرچ کی گئی اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔ اس کے اندر ان اقدامات کو سنجیدگی کے ساتھ متعارف کرانا چاہئے جو عوام کو ریلیف دے سکیں۔

جناب سپیکر!ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ سات دہشت گرد لاہور میں داخل ہو گئے۔ یہ کس نے بتایا اور جنہوں نے بتایا انہوں نے پکڑا کیوں نہیں؟ یہ صرف گن لئے ہیں کہ اتنے ہیں، اتنی عمر کے ہیں اور اتنی تعداد میں ہیں لیکن یہ بات آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ میں اپنی بات کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا کہ:

تو کیوں بے دخل کرتا ہے مکانوں سے مکینوں کو
وہ دہشت گرد بن جاتے ہیں جن کے گھر نہیں رہتے
یقیناً یہ رعایا بادشاہ کو مار ڈالے گی
مسلسل جبر سے ان کے دلوں میں ڈر نہیں رہتے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میرے دوستوں نے بجٹ کے اندر اٹھائے گئے اقدامات پر تنقیدی نظر سے تبصرہ کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہر قدم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہی اٹھایا جاتا ہے۔ یقیناً اس کے اندر کچھ loops بھی ہوتے ہیں اور sharp minded لوگ، negative سوچ رکھنے والے ان loops کو ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ ییلو کیب کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ بڑا زرمبادلہ ضائع ہوا اور

اس دفعہ ایک بار پھر نئے سرے سے practice شروع کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت گاڑیاں imported تھیں لیکن یہ گاڑیاں local ہیں۔ اس میں زر مبادلہ کا ایک پیسا بھی ضائع نہیں ہو گا لیکن آج کل بے روزگار لوگ جگہ جگہ روک کر گاڑیاں چھین لیتے ہیں، آپ کے ہاتھوں سے پرس چھین لیتے ہیں اور کئی قسم کی ایسی وارداتیں کرتے ہیں تو انہیں اگر روزگار مل جائے گا تو یقیناً اس سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ آخر میں میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جو اقدام اٹھائے ہیں تو اس کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ:

چلتا رہا جو آبلہ پائی کے باوجود
منزل کا مستحق وہی صحرا نورد ہے
شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کے علم میں بھی ہے کہ میں جو بات کرنے والا ہوں تو بات یہ ہے کہ ایل ڈی اے بلڈنگ کے جو by laws ہیں وہ لاہور کے property owners کے لئے قتل عام ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ 30 feet set back اور 10,10 feet سے left, right اور 15 feet back set یعنی ایک کنال میں صرف سات یا آٹھ مرلے جگہ رہ جاتی ہے۔ اگر تو بلڈنگ بنانی ہے تو ایل ڈی اے کے عملے سے مل لیا جائے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ ایک کنال پر 40 لاکھ روپیہ Commercialization Fee لینے کے باوجود ایل ڈی اے نقشے پاس نہیں کر رہا یا تو ان کے ساتھ setting کر لی جائے اور دوسرا بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ جن developers، جن builders کو یہ کہہ کر بلایا جاتا ہے کہ یہ stakeholders ہیں ان کا property owner سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آج اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور میں یہ ثابت کروں گا کہ ایل ڈی اے والے لاہور کے property owners کے ساتھ کیا ظلم کر رہے ہیں؟ دوسری طرف جو haphazard constructions ہو رہی ہیں ان کی وجہ بھی یہی لوگ ہیں۔ انہوں نے ایسے laws بنا دئیے ہیں کہ وہ ایک طرح سے پل صراط ہے اور اُن پر سے کوئی نہیں گزر سکتا۔ اِس وقت بھی constructions ہو رہی ہیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر کمیٹی بنائیں اور اس کو آپ خود بھی monitor

کریں۔ زیادہ سے زیادہ ان کو پندرہ دن میں بلائیں اور میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ لاہور کے ساتھ کر کیا رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں بھی اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایل ڈی اے پر؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، ہاں۔ جو بات شیخ علاؤالدین نے کی ہے وہ بالکل اسی طرح سے ہے۔ حالت یہ ہے کہ جب سے آپ نے پلازے توڑے ہیں یہاں کوئی بھی کچھ بنانا ہی نہیں چاہتا۔ 170 تاجر جن کا تعلق construction اور real estate agency کے ساتھ ہے، جن کی تمام investment یورپ، امریکہ اور کینیڈا سے آیا کرتی تھی آپ نے ان کے اعتماد کو اتنی ٹھیس پہنچائی ہے کہ وہ سارے تاجر ہاتھوں پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ ایل ڈی اے بھی نقشے پاس نہیں کرتا لیکن پلازے توڑنے کے بعد یہ انڈسٹری بالکل بیٹھ گئی ہے اور لاہور شہر کے تاجروں کو آپ نے کنگال کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی اسی کے متعلق ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بہت اہم بات ہے جو میں نے کل بھی کی تھی کہ جیون ہانہ میں ان لوگوں کے پاس مالکانہ حقوق بھی ہیں، سڑک کھلی کرنے کے نام پر ان کی آبادی جس طریقے سے گرائی جا رہی ہے، خدا کے لئے ایل ڈی اے والوں کو ذرا چیک کر لیں۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک عرض سن لیں اور مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کرنا ٹھیک نہیں۔ ذرا صبر کر لیا کریں۔ جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود فیصلہ کریں کہ جو میں نے آپ کے سامنے گزارش کی ہے اس کو بالکل deviate کر دیا گیا ہے اور جو میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے بات کی ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ میں کوئی اور بات کر رہا ہوں کہ اس وقت جو Building by Laws ہیں ان کے مطابق construction ہونا بالکل ناممکن ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہاں جو بات ہوئی ہے، یہ بات پہلے بھی چلتی رہتی ہے کہ منتخب ممبران میں anxiety ہے کہ جو پالیسی بن رہی ہے اس پر انہیں اعتماد نہیں ہے اور ان کو پتا بھی نہیں ہے کہ وہ پالیسی کیا آ رہی ہے؟ شیخ صاحب کی بات اور یہاں جو گفتگو ہوئی ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میں آج ہی ایک کمیٹی بنا دوں گا اور اس کمیٹی کو Monday کو ہاؤس میں announce کر دیں گے۔ وہ کمیٹی پندرہ دن میں اپنی رپورٹ دے گی۔ اس کمیٹی کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ جس جس کو بلانا چاہتی ہے بلائے گی اور ان سب کی input لے کر پھر ہاؤس کو apprise کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحت اجمل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا منور غوث!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت دی ہے۔ میں نے بجٹ تقریر میں بارہا کوشش کی کہ موقع ملے لیکن وقت کی کمی کے باعث اور جو لسٹ آپ کو پارٹی کی موصول ہوئی اس میں شاید میرا نام نہیں ڈالا گیا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے جو ضمنی بجٹ ہاؤس میں پیش کیا ہے وہ 87۔ارب روپے کا ہے۔ اس میں سے 20۔ارب روپے تو سیلاب کی مد میں خرچ ہوگئے۔ کہا گیا کہ سیلاب آگیا تھا، ملک میں آفت آئی، صوبہ میں آفت آئی اور لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے 20۔ارب روپے خرچ کئے۔ پنجاب حکومت نے 20۔ارب روپے کے علاوہ بقیہ 67۔ارب روپے اڑتیس مدات میں خرچ کئے۔ مجھے بڑا افسوس ہو رہا تھا جب میں حکومتی بنچوں کی تقریریں سن رہا تھا کہ وہ وزیراعلیٰ پنجاب کو 87۔ارب روپے deficit کرنے پر مبارکباد دے رہے تھے۔ یہ حکومتی بنچوں کے لئے افسوسناک لمحہ فکریہ ہے۔ پنجاب حکومت نے سیلاب میں تو 20۔ارب روپیہ خرچ کر دیا لیکن پنجاب کے عوام، پنجاب کا یہ معزز ہاؤس وزیراعلیٰ پنجاب سے 67۔ارب روپے کے deficit کا حساب مانگتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے سالانہ بجٹ میں پنشن فنڈ پیش کیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ 50 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اور اتنی فیصد پنشن بڑھائی گئی ہے۔ پھر پنشن فنڈ میں deficit کیسے آگیا؟ اس کے لئے پنجاب حکومت کو سوچنا چاہئے اور جب وزیر خزانہ اپنی concluding speech کریں تو وہ مجھے apprise کریں اور آپ بھی ensure کریں کہ وہ پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان میں اس کا جواب ضرور دیں کہ پنشن میں اتنی خطیر رقم کیوں خرچ کی گئی ہے؟

جناب سپیکر! یہاں پر بتایا گیا ہے کہ محکمہ جنگلات نے 24 کروڑ 89 لاکھ 86 ہزار روپے زائد خرچ کئے ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے محکمہ جنگلات میں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ جو درخت لگائے گئے ہیں، پنجاب میں مختلف جگہوں پر جو green area کیا گیا ہے آپ اس کی حالت زار دیکھ لیں، آپ بھی روزانہ سفر کرتے ہیں اور ہم بھی روزانہ سفر کرتے ہیں۔ میں روز یہاں پر اپنے بھائی شیخ علاؤالدین کی باتیں سنتا ہوں کہ چھانگا مانگا جنگل کو کاٹ دیا گیا اور لوگ چھانگا مانگا جنگل کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ یہ محکمہ جنگلات کی نااہلی ہے، ان کے کارکنوں کی نااہلی ہے اور وہاں کی انتظامیہ کی نااہلی ہے۔ آپ مری میں دیکھ لیں، راولپنڈی میں دیکھ لیں، چکوال میں دیکھ لیں، سرگودھا میں دیکھ لیں، رحیم یار خان اور ڈی جی خان میں دیکھ لیں کہ محکمہ جنگلات نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے اتنی خطیر رقم زائد خرچ کر دی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ یہ بتاتے کہ ہم نے جو 67۔ارب روپے زائد خرچ کئے ہیں وہ ہم نے پنجاب کی تعلیمی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے خرچ کئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وزیر خزانہ اپنے ضمنی بجٹ میں یہ بتاتے کہ ہم نے پنجاب میں صحت کی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے، زچہ و بچہ سنٹر کو بہتر کرنے کے لئے، وہاں پر ادویات فراہم کرنے کے لئے اور BHUs سنٹروں کو بہتر کرنے کے لئے، ان کی صلاحیت کو بڑھانے کے لئے، وہاں پر سٹاف اور ڈاکٹروں کو provide کرنے کے لئے یہ پیسا خرچ کیا ہے۔ ایسی کوئی بات بھی ضمنی بجٹ میں نہیں بتائی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ جتنے مرضی دانش سکول بنائیں، ہر ضلع میں بنائیں، ہر تحصیل اور ہیڈ کوارٹر میں بنائیں۔ آپ نے 1985 میں بھی ڈویژنل پبلک ماڈل سکول بنائے تھے جب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے۔ آج ان ڈویژنل پبلک ماڈل سکولوں کا حال دیکھیں کہ وہاں پر بسیں چل رہی ہیں، بلڈنگ ہے، وہاں پر سٹاف آنے کے لئے تیار ہے، وہاں ہوسٹلوں کی اچھی سہولیات میسر ہیں اور نہ ہی وہاں کوئی اپنے بچوں کو داخل کرانے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے دانش سکول بنائے ہیں لیکن ہم rural areas سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارے حلقوں کے لوگ ہم سے یہ demand کرتے ہیں کہ ہمارے سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے، جو بچوں اور بچیوں کے سکول ہیں وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے، دیہاتوں میں رہنے والے اور چھوٹے شہروں میں رہنے والے لوگ ہم سے یہ demand کرتے ہیں کہ ہمیں ان سکولوں میں سہولیات چاہئیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت ایم پی ایز کو کیا دیتی ہے؟ جب ہم حکومتی بنچوں پر تھے تو ہمیں سال میں ایک کروڑ روپیہ دیا جاتا تھا اور بیوروکریسی اس ایک کروڑ روپے میں بھی لیت ولعل سے کام لیتی تھی۔ اس طرح سے کبھی 50 لاکھ روپے خرچ ہوتے تھے اور کبھی 25 لاکھ روپے خرچ ہوتے تھے۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جو دیہاتوں کے لوگ ہیں، چھوٹے شہروں کے لوگ ہیں وہ ان سہولیات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ حکومت پنجاب اس پر خصوصی توجہ دے۔ اس وقت جو پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے میں اس پر تنقید نہیں کروں گا لیکن میں facts and figures ضرور بتاؤں گا کہ اس وقت آپ اپنے لاہور شہر کی صورتحال دیکھیں کہ بھتہ خوروں نے یہاں پر لوٹ مچائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! چند روز پہلے مجھے ساجدہ میر صاحبہ کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو میں اس محلہ میں گیا جس کو پرانا لنڈا بازار کہتے ہیں۔ وہاں کے ہمارے کاروباری حضرات پیٹ اٹھے اور انہوں نے بتایا کہ یہاں پر دن دہاڑے اور شام کو لوگ لوٹے جاتے ہیں۔ میرے ضلع سرگودھا کی تحصیل سلانوالی میں پرسوں دن دہاڑے ایک تاجر کو شہر کے مرکز میں لوٹ کر قتل کر دیا گیا۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے آپ پولیس کو نئی گاڑیاں دیں، ان کو seclude کریں، ان کی تربیت کریں، ان کو اچھا بجٹ دیں اور ان کو زیادہ تنخواہیں دیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہونی چاہئے۔ پنجاب کے اضلاع میں پنجاب کی عوام کو امن وامان کی صورتحال بہتر میسر آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس سے لوگ، پولیس اور حکومت کی کارکردگی سے مایوس ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے پنجاب حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہئے اور پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان کو اچھی سہولیات ضرور دیں، ان کو فنڈز مہیا کریں اور ان کو تربیت دیں لیکن ان سے کام ضرور لیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد شفیق ارائیں!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری عرفان الدین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب آصف بشیر بھاگٹ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اچھا پھر ہم اس سے پہلے کچھ اور کر لیتے ہیں۔ مہر اشتیاق احمد صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

قرارداد نمبر92 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قرارداد نمبر 92 بابت سال 2010 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب اللہ رکھا مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3217 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Starred question No: 3217 asked by Mrs Ayesha Javed (MPA-W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Starred question No: 3217 asked by Mrs Ayesha Javed (MPA-W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Starred question No: 3217 asked by Mrs Ayesha Javed (MPA-W-355)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 11 اور 117 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 11/117 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 11/117 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 11/117 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میاں نصیر احمد مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک ایوان میں پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3204 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 3204 جو محترمہ عائشہ جاوید ایم پی اے نے کیا تھا کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 3204 جو محترمہ عائشہ جاوید ایم پی اے نے کیا تھا کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 3204 جو محترمہ عائشہ جاوید ایم پی اے نے کیا تھا کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ کے دوران تو مجھے بحث میں ٹائم نہیں ملا۔ بہر حال میں all over شکر گزار ہوں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی بہت اچھی کوشش تھی۔ ان کی پوری ٹیم اور وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جس طرح کے حالات میں بجٹ پیش ہوا میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اچھا اور عوام دوست بجٹ تھا۔ All over اس پر بحث بھی بہت ہو چکی اور بڑی تفصیل سے اس پر تنقید بھی کی گئی اور اس کو سراہا بھی گیا۔

جناب سپیکر! مجھے صرف آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کے حوالے سے چونکہ ووکیشنل ادارے بھی بہت پرانے ادارے ہیں میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ جو بچیاں مڈل پاس آتی ہیں اور اس ادارے میں چار سال لگانے کے بعد وہ بچیاں پھر مڈل ہی رہتی ہیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ ان بچیوں کی ایجوکیشن کو بھی ذرا promote کریں تاکہ وہ بچیاں جب دو یا چار سال کا ٹریننگ کورس کر لیں تو ان کی ایجوکیشن بھی ساتھ improve ہو۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اس دن میاں محمد شہباز شریف صاحب سے بات کی تھی کہ نمکین پانی کے جو ایریاز ہیں میں سمجھتی ہوں کہ واٹر سپلائی سکیموں میں ان علاقوں کو priority پر رکھا جائے، جہاں کھارا پانی ہے اور جن علاقوں کی زمینیں کھاری ہیں ان علاقوں میں واٹر سپلائی سکیمیں priority پر دی جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں دوبارہ وزیراعلیٰ صاحب، ان کی ٹیم اور کامران مائیکل صاحب کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وہ لوگ جو سستی روٹی پر تنقید کرتے ہیں، جو لوگ کرپشن پر تنقید کرتے ہیں آیئے ہم اپنے اندر قومیت کی سوچ پیدا کریں۔ کرپشن تو ہر جگہ ہو رہی ہے اس کرپشن کو ختم کرنے کا تہیہ کریں۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سستی روٹی میں کرپشن ہوئی انہیں اپنی کرپشن یاد نہیں ہے، ان کو حج کرپشن یاد نہیں ہے۔ میں یہاں پر دعوے سے کہتی ہوں کہ "بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام" میں میرے پاس کرپشن کے documental ریکارڈ موجود ہیں اس پروگرام میں بھی کرپشن ہو رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو آپ بولنا، اب آپ تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! اس سکیم کے ذریعے پیسے مستحقین تک نہیں جاتے اور وہ پیسے ایم این اے اور ایم پی ایز کے کہنے پر دیئے جاتے ہیں اس پر کمیٹی قائم کی جائے۔ میں آپ کو documentary proof دوں گی کہ پیسے کہاں جاتے ہیں اور کس کے ہاں جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! تنقید کرنا بہت آسان ہے اور تنقید سننی بھی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کی معزز خواتین ممبران
اپنی سیٹوں سے کھڑی ہو کر احتجاج کرنے لگیں)

آپ لوگ صرف الزام لگاتے ہیں۔ میں آپ کو فون کے ریکارڈ دوں گی اور باقاعدہ ریکارڈنگ کی کیسٹ دوں گی، سی ڈیز دوں گی اور وہ لوگ جو کرپشن کرتے ہیں ان کو بے نقاب کروں گی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House.

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بنا دیں کہ جو کرپشن صرف "بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام" میں ہو رہی ہے میں اس کے فون کے ریکارڈ پیش کروں گی۔

جناب سپیکر!کرپشن ہر جگہ ہوتی ہے،اگر جسم کے کسی حصہ میں کینسر ہوتا ہے تو اس حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے نہ کہ پورے جسم کو گولی مار دی جاتی ہے۔قومیت کی سوچ اپناتے ہوئے کرپشن کو ختم کرنے کی بات کریں۔اچھے پروگراموں پر تنقید مت کریں۔سستی روٹی اور ماڈل ویلجز غریبوں کے پروگرام تھے جو شروع رہنے چاہئیں۔دانش سکول سسٹم،ہر سکول دانش سکول بنے گا۔اس کے ساتھ ہی میں پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں نے جو کہا ہے میں اس پر قائم ہوں۔"بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام"میں جو کرپشن ہوئی اس کے documentary proofs ہیں اور I have a film.

جناب سپیکر:بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!یہ ہماری قیادت کے بارے میں کیوں بات کر رہی ہیں،ان کو کس نے یہ سب کہنے کا حق دیا ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار:تو آپ سستی روٹی سکیم دوبارہ شروع کر لیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان:آپ تنقید کرتی رہیں۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!خواتین کو تین سال سے ہوسٹل نہیں ملا۔یہ نہ ہو کہ یہاں کی عورتیں عدالت میں چلی جائیں۔آپ نے مرد حضرات کو ہوسٹل دیئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ کی باری آ رہی ہے،اس پر آپ اپنی بات کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ طے ہوا تھا کہ کسی کی قیادت کے بارے میں بات نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں ان کو بات کرنے دیں۔آرڈر پلیز۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!بے نظیر شہید بھی ہو گئی ہیں پھر بھی انہوں نے ان کی جان نہیں چھوڑی۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی،میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر:جناب سپیکر!"بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام"ایک شفاف پروگرام ہے اس سے غریبوں کا بھلا ہو رہا ہے۔یہ جھوٹ پر مبنی باتیں کر رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ "بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام" میں کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو دنیا دیکھ رہی ہے، میں دونوں اطراف کو کہہ رہا ہوں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: فوڈ سٹیمپ پروگرام "کرپٹ نہیں ہے؟ اس میں کوئی کرپشن نہیں ہوئی؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) بے نظیر بھٹو کی قبر سے بھی خوف محسوس کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بولنے دیں، یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! "بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام" ایک شفاف پروگرام ہے۔ یہ جھوٹ پر مبنی باتیں کر رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جھوٹے جھوٹ بول رہے ہیں، جھوٹے الزام لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں۔ جو جھوٹے ہیں ان کو جھوٹے رہنے دیں، کیا اس میں کوئی سچ ہو جائے گا؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہماری قیادت کا نام لیا گیا ہے۔ بے نظیر کے بارے میں اگر کوئی غلط بات کرے گا تو ہم برداشت نہیں کریں گے۔ پھر ہم بھی بولیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بات سُنیں۔ Order ,order ,order please.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بے نظیر کا نام کیوں لیا گیا ہے؟ میں یہ برداشت نہیں کروں گی۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: ہر کسی کو پتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: بے نظیر بھٹو خواتین کے لئے role model تھیں۔ وہ سیاست میں نہ آتیں تو آج تم گھر میں روٹیاں پکا رہی ہوتیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا، یہ مناسب نہیں ہے۔ میں دونوں اطراف کو کہہ رہا ہوں کہ مہربانی کریں اپنی بات کریں، طریقے سے کریں، تنقید ہونی چاہئے مگر healthy تنقید ہونی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! نواز شریف ہسپتال بند کر دیں، نواز شریف کالج بند کر دیں وہ قوم کے پیسے سے بنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات کریں گے تو میں نہیں سنوں گا۔ آرڈر پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No Sir, no point of order.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک پروگرام کا نام ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ اس میں کرپشن ہوئی ہے تو ہو سکتی ہے۔ یہ اتنا شور کیوں مچا رہے ہیں، قیادت کے بارے میں بات نہیں کی گئی۔ ایک Honourable Member بات کر رہا ہو تو اس کو interrupt کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بس، آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ بات مناسب نہیں ہے کہ جب ایک Honourable Member بات کر رہا ہو تو دوسرے کو سُننا چاہئے، تنقید کرنا ہر ایک کا حق ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! اگلا سپیکر بلائیں اور کارروائی کو آگے چلائیں۔

جناب سپیکر: میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو بلا لیا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ سیر ہیں تو ہم سوا سیر ہیں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! آپ نے note کیا ہو گا کہ اسمبلی میں ہر روز کتنا زیادہ شور ہوتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں اور یہ شور کئی بار ناز یبا صورت اختیار کر جاتا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہتی ہوں کہ یہ جو شور ہے اس کے پیچھے کیا ہے؟ سب Parliamentarians کو اس کی تفتیش کرنے کی ضرورت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتی ہوں کہ سکیمیں بذات خود اچھی بُری نہیں ہوتیں، ان کا اطلاق اچھا یا بُرا ہوتا ہے۔ جن سکیموں کا اطلاق بُرا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتی ہیں، جن کا اطلاق اچھا ہوتا ہے وہ چلتی رہتی ہیں۔ یہاں پر ہمیں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! ہمیں صرف اس چیز کی تفتیش کرنے کی ضرورت ہے کہ جو پیسا صحیح طریقے سے خرچ نہیں ہوا وہ کہاں گیا؟ میں سمجھتی ہوں کہ آج بھی عوام کا پیسا دفتری زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ خدارا میں سب Parliamentarians سے گزارش کرتی ہوں کہ اس عوامی پیسے کو انتظامی اور دفتری زنجیروں سے آزاد کرائیں۔ یہ پیسا ہمارا ہے ہمیں اس کو monitor کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ نئی سکیموں پر پیسا لگانے کی بجائے آج اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہمیں monitoring کا نظام درست کرنا چاہئے جس سے عوامی پیسے کی تفتیش ہو سکے کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ یہ کام ہمیں ہنگامی بنیادوں پر کرنا ہو گا اور grass root level پر کرنا ہو گا۔ ہمیں وہاں پر لوگوں کو training دینی ہو گی کہ وہ اس قابل ہو سکیں اور تفتیش کر سکیں کہ ان کے علاقے کے لئے جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان رقوم کا استعمال صحیح ہو رہا ہے یا نہیں؟ میں یہ سمجھوں گی کہ یہ بجٹ کی اچھی منصوبہ بندی ہو گی، اگر ہم یہ منصوبہ بنائیں کہ کس طرح عوام کی آواز direct ہم تک پہنچ سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسمبلی میں ایک چیز کی تصحیح کی ضرورت ہے اور وہ Committees کی functioning ہے جس کو بہتر بنایا جائے۔ کمیٹی اور عوام میں جو رابطہ ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس کے لئے funding کی جائے، اس کی ٹریننگ کی جائے، اس کے لئے منصوبہ بندی کی جائے تو اس پیسے کا صحیح استعمال ہو گا۔ میں ایک اور تجویز دینا چاہتی ہوں جس کی اس وقت بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اِن کی بات غور سے سُنئے گا۔ محترم! آپ ان کو اس طرح مصروف نہ کریں، انہوں نے notes لینے ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!وہ notesلے رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ مہربانی کریں۔جی،ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!

ڈاکٹر مسرت حسن:جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمیں ہنگامی بنیادوں پر سیلاب کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔آج سے پانچ ہزار سال پہلے کی جو تہذیبیں تھیں،Indus Valley کی تہذیب،مصر کی تہذیب،Mesopotamia کی تہذیب،ان تہذیبوں کی خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے دریاؤں کے پانی پر قابو پالیا تھااور اس پانی کو وہas a resourceاستعمال کرتے تھے۔جب سیلاب آتا تھاتو اس کے لئے reservoirsبنائے جاتے تھے تاکہ وہ قیمتی پانی بوقت ضرورت کام آسکے۔ہمیں بھی ایسی منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے،ہماری خوشحالی ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے۔سُنا ہے کہ اس سال اور زیادہ بڑے سیلاب آنے والے ہیں کیا ہم نے اس کی کوئی منصوبہ بندی کی ہے،کیا اس کے لئے پانی جمع کرنے کے کوئی انتظامات کئے گئے ہیں؟وہی قیمتی پانی تباہیاں مچاکر سمندر میں بہہ جائے گا۔اگر اس قیمتی پانی کو ہم reservoirsمیں جمع کرلیں تو وہ ہماری کاشت کاری میں بہت کام آئے گا۔شکریہ

جناب سپیکر:بہت مہربانی۔روبینہ شاہین وٹو صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔محترمہ رعنا رضوی صاحبہ!

محترمہ رعنا رضوی:جناب سپیکر!آج پہلی بار میں اس ایوان میں بجٹ پر بول رہی ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھے پورا موقع دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ہی میں عرض کروں گی کہ ضمنی بجٹ کیوں بنتا ہے اور کیوں پیش ہوتا ہے؟یہ بیوروکریسی کی مالی بے ضابطگیوں اور حکومت کی bad governanceکا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔ضمنی بجٹ صرف اور صرف ایمرجنسی کی صورت میں بنتا ہے اور مجبوری کے عالم میں پیش کیا جاتا ہے اور وہ بھی کسی ایک مد میں،مگر یہاں تو سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ کو لازم وملزوم بنادیا گیا ہے۔تقریباً ہر مد میں ضمنی رقم رکھی گئی ہے تو اسے حکومت کی bad governanceہی کہا جا سکتا ہے جو good governance کے دعوے کرتے کرتے نہیں تھکتے،یعنی کہ جھوٹ اتنا بولو جس پر سچ کا گمان ہو۔بجٹ پر پیشگی تجاویز لینے کا کوئی فائدہ ہوا ہے تو کوئی معزز ممبر اس کی نشاندہی کرے کیونکہ پیشگی بجٹ تجاویز کا فائدہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب بجٹ سازی میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے فنانس کو بھی شامل کیا جائے۔

عوامی نمائندگان کو بجٹ سازی میں شامل کیا جائے۔آئندہ کے لئے پابندی لگادی جائے کہ بجٹ صرف اور صرف سٹینڈنگ کمیٹی برائے فنانس کی سفارشات کی روشنی میں ہی تیار ہو اور ضمنی بجٹ کی روایت کو ختم کیا جائے۔ جیسا کہ حکومت نے بیرونی امداد نہ لینے کا نعرہ لگایا ہے، دیکھتے ہیں کہ اس نعرے پر کب تک عمل ہوتا ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی متعدد بار سستی روٹی، فوڈ سٹیمپ پروگرام کے نعرے بُری طرح ناکام ہو چکے ہیں اس لئے کہ نااہل حکمرانوں کے مشیر بھی نااہل ہیں جن میں نقل کرنے کی بھی عقل نہیں کیونکہ نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں تو یہ کہوں گی کہ جس جس مشیر نے مذکورہ سکیموں کا مشورہ دیا ہے ان کو مینار پاکستان پر عوام کے سامنے سزا دی جائے جنہوں نے قومی خزانے کو برباد کرنے کا مشورہ دیا۔ جمہوری سوچ، جمہوری رویے اور جمہوری لوگ ہی عوام کی بہتری، بھلائی اور فلاح کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ایک factor یہ بھی ہے کہ متوسط طبقے کے افراد ہی غریب اور بے سہارا لوگوں کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آج تو میں آپ کو کچھ نہیں کہتا لیکن آئندہ کے لئے لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھی جائے۔آپ points لکھ کر لایا کریں۔آج چونکہ معزز ممبر کا پہلا دن ہے اس لئے میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ان پر کوئی objection نہ کریں۔ مہربانی۔

محترمہ رعنا رضوی: خدارا اس صوبہ کو آپ جمہوری انداز میں چلائیں اور ہر ایک کے مشورے سے چلائیں جو یہاں کے نمائندگان ہیں ان کے مشورے سے چلائیں۔اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کی بدنظمی کا یہ عالم ہے کہ عوام کی بہو بیٹیوں کو اشیاء ضروریہ کے لئے لائنوں میں لگایا جاتا ہے تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ حکومتی بنچوں کے کتنے ایسے لوگ ہیں جن کی بہو بیٹیاں اپنی ضروریات زندگی لینے کے لئے لائنوں میں لگتی ہیں؟ حکمرانوں کو شرم کرنی چاہئے کہ جس عوام نے ان کو حکمران بنایا ہے آپ کا ان کے ساتھ یہ سلوک ہے کہ ان کو آپ اس طرح سے ذلیل و رُسوا کرتے ہیں۔ اس کا حق آپ کو کس نے دیا؟ اس بارے میں آپ کو تھوڑا سا سوچنا چاہئے کہ اس طرح کی چیزیں جو عوام کو روزانہ در پیش ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ یہ سلوک روا رکھا جاتا ہے اس طریقے کو ٹھیک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں صوبہ کے سب سے اہم مسئلے کی طرف آتی ہوں۔ ہمارے صوبہ کے لوگ جہاں امن محبت اور بھائی چارے کے ساتھ رہتے تھے اب یہ حال ہے کہ جگہ جگہ چوریاں، ڈکیتیاں اور ایک دوسرے سے مار دھاڑ شروع ہو چکی ہے اس پر بھی تھوڑا کنٹرول کرنا چاہئے۔اس صوبہ کو دہشت گردوں، ڈاکوؤں، چوروں اور لٹیروں کے سپرد کر دیا گیا ہے، اس صوبہ کا کوئی گلی کوچہ ان لوگوں

سے محفوظ نہیں۔ ہم اپنے بجٹ میں پولیس اور انتظامیہ کے لئے کثیر رقم مختص کرتے ہیں مگر مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ساری رقم VIPs اور protocol پر خرچ کر دی جاتی ہے۔ ہم آئے دن پولیس کی وردیاں اتارنے کی تو بات کرتے ہیں لیکن ان کی پریشانیوں کو نہیں دیکھتے۔ ان کو اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کے لئے ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا ہے تو جس طرح اور لوگوں کو protocol دیا جاتا ہے تو تھوڑا سا ان پولیس والوں کے لئے بھی سوچنا چاہئے جو ہمارے لئے اتنا کام کرتے ہیں، ان کی ڈیوٹی بھی آٹھ گھنٹے ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔ اب اس کے بعد ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ!

محترمہ رعنا رضوی: جناب والا! ایک چھوٹی سی بات میں اپنی خواتین کے بارے میں کہنا چاہوں گی کہ 51 فیصد۔۔

جناب سپیکر: اب محترمہ ثمینہ صاحبہ کا ٹائم ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں، وہ آپ کی بھی بات کر دیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں خواتین کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ جو انشاء اللہ مکمل ہونے والی ہے۔ پرانی بلڈنگ میں جو MPAs Hostel ہے وہ آپ صرف males کو دیتے ہیں حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ خواتین کو دیا جائے تاکہ خواتین بروقت اسمبلی میں پہنچ سکیں کیونکہ بہت ساری خواتین کو رہائش کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے خواتین بروقت نہیں پہنچ سکتیں اور ان کی رہائش کا مسئلہ بھی ان کے لئے رکاوٹ بنتا ہے۔ ابھی ڈیوٹی کے حوالے سے بھی یہاں پر بات ہو رہی تھی، آپ اپنے لفٹ آپریٹر کو ہی دیکھ لیں کہ صبح 7:00 بجے سے رات 11:00 بجے تک وہ بے چارہ کھڑا رہتا ہے۔ ابھی اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ باجی مجھے کھانا کھانے کے لئے ٹائم نہیں ملتا، مجھے چائے پینے کے لئے ٹائم نہیں ملتا اور میں سارا دن کھڑے ہو کر ڈیوٹی دیتا ہوں۔ پلیز اس کو بھی ذرا نوٹ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ گورنمنٹ کی بات کریں، یہ تو آپ میرے متعلقہ بات کر رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ کے علم میں لانا ضروری ہے کہ جو سٹاف آپ کے لئے کام کر رہا ہے، جو آپ کے لئے ڈیوٹی دے رہا ہے کم از کم آپ کو ان کے لئے سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں بھی انہی کی طرح ہوں، میں بھی ان کی طرح پورے ٹائم پر آتا ہوں اور پورے ٹائم پر جاتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دانش پبلک سکول کے حوالے سے بات کروں گی کہ آپ نے بہت سارا پیسا ان سکولوں پر لگایا ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن آپ یہ دیکھیں، آپ نے جو یہ پابندی لگائی ہے کہ صرف پرائمری پاس بچوں کو لیا جائے گا تو یہ زیادتی ہے۔ جب آپ کوئی بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ گورنمنٹ کو کہیں، مجھے نہ کہیں۔ میں زیادتی نہیں کر رہا، گورنمنٹ آپ کے حساب سے زیادتی کر رہی ہو گی۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب! آپ بھی گورنمنٹ کا حصہ ہیں اس لئے آپ سے بات کرنا ضروری ہے اور آپ کے توسط سے ہی۔۔۔

جناب سپیکر: میں گورنمنٹ کا حصہ ہوں؟

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب والا! وہ آپ کے توسط سے گورنمنٹ کو بتا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ والے سن رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دانش پبلک سکول کے حوالے سے یہ جو آپ نے پابندی لگائی ہے کہ پرائمری پاس کو ہی لینا ہے تو یہ بہت زیادتی ہے کیونکہ جب آپ کوئی بلڈنگ بناتے ہیں اس کی بنیاد جتنی مضبوط ہو گی بلڈنگ اتنی ہی مضبوط ہو گی۔ بچوں کے لئے پرائمری تعلیم ان کے future کے لئے سب سے بڑی بنیاد ہوتی ہے، اگر ان کی بنیاد ہی کمزور ہے تو ان کا future کیا ہو گا؟ اگر آپ بچوں کی فلاح کے لئے کچھ کرنا ہی چاہتے ہیں تو اس پابندی کو ختم کریں۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی request کی ہے اور میں آپ کی وساطت سے بھی گزارش کرتی ہوں کہ آپ Nursery, Prep سے کلاسیں لیں تاکہ ان کا مستقبل بہتر ہو سکے، ان کی بنیاد بہتر بن سکے۔ آپ نے جو پیسا لگایا اس کی صورتحال یہ ہے کہ ابھی سکول مکمل نہیں ہوا لیکن اس کی دیواروں میں cracks آنا شروع ہو گئے ہیں اور جب میڈیا والے اس کو check کرنے کے لئے وہاں پر گئے ہیں تو میڈیا والوں کو چار گھنٹے تک یرغمال بنا کر کمرے میں بند رکھا گیا اور ان کے کیمرے بھی توڑ دیئے گئے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں چشتیاں کے مقام پر آپ نے ایک پبلک سکول بنایا ہے یہ اس کی مثال ہے۔ اس سکول میں مربعوں کے حساب سے فالتو زمین دی گئی ہے یہی زمین اگر آپ پانچ پانچ مرلے پلاٹ بنا کر بے گھر لوگوں کو دیتے تو میرے خیال میں اس سے بڑا credit اور کوئی نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! بیت المال کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ تین سال سے آپ کی حکومت ہے لیکن اس دوران کسی کو single penny تک نہیں ملی۔ محکمہ زکوٰۃ و عشر نے کچھ دیا اور نہ ہی محکمہ بیت المال نے کچھ دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب تین سال بعد وہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ جو بہاولنگر کے محکمہ بیت المال کے پاس پڑا ہوا تھا اس کو واپس منگوا لیا گیا ہے اور اب 2011 کے بجٹ میں ان کو دوبارہ دیا جا رہا ہے اور یہ احسان کیا جا رہا ہے کہ پنجاب حکومت بیت المال کی مد میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ دے رہی ہے۔ عوام کو اس طرح بے وقوف نہ بنایا جائے، اس طرح ان کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے۔ پہلے تو یہ بہانہ تھا کہ کمیٹیاں نہیں بن رہیں، حکومت نے تین سالوں میں کیا کیا ہے، انہوں نے ان تین سالوں میں کتنی کمیٹیاں بنائی ہیں؟ کمیٹیاں نہ بنانے کی وجہ سے یہ فنڈ pending رکھا گیا ہے اور یہ اب دیا گیا ہے۔ اب مزید دیکھیں کہ یہ کیا کرتے ہیں؟ زکوٰۃ و عشر کی بھی یہی صورتحال ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب ناجائز تجاوزات ہٹانے کے بہانے سے جو سٹرکیں کھلی کر رہی ہے یہ سب سے بڑی زیادتی ہے۔ اگر آپ عوام کو گھر نہیں دے سکتے، روزگار نہیں دے سکتے تو کم از کم ان کی دکانیں تو نہ گرائیں، ان کے گھر تو نہ گرائیں۔ میرا تعلق بہاولنگر سے ہے جب encroachment والے آئے تو انہیں یہ بھی پتا نہیں تھا کہ یہاں سے ہائی وے کی جگہ کتنی ہے اور محکمہ انہار کی جگہ کتنی ہے، جو ٹیم چیک کرنے کے لئے آئی تھی ان کو یہ بھی پتا نہیں تھا کہ یہاں پر کتنے فٹ کی نہر تھی اور کہاں تھی اور وہ کمیٹی واپس چلی گئی۔ خدا کا خوف کریں، اگر آپ لوگوں کو روزگار نہیں دے سکتے، گھر نہیں دے سکتے تو کم از کم encroachment کے بہانے ان کو پریشان تو نہ کریں۔ اس سے آپ کی حکومت کے لئے زیادہ دعائیں نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم آ گئی ہے اگر تو آپ اسے ضلع level پر divide کریں گے پھر تو کچھ بن جائے گا لیکن آپ پنجاب level پر بیٹھ کر قرعہ اندازی نہ کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جلدی سے wind up کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ bell ہو گئی ہے لیکن میری بات تو سن لیں۔ اگر آپ نے صرف پنجاب level پر بیٹھ کر کرنا ہے پھر تو آپ اپنے لوگوں کو ہی oblige کریں گے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پنجاب کے جتنے اضلاع ہیں ان پر divide کریں کہ ہم نے کتنے کتنے گھر کس کس ضلع کو دینے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے مہربانی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پاپولیشن ڈیپارٹمنٹ آپ کے پاس آ چکا ہے۔ پہلے یہ فیڈرل میں تھا تو وہ فنڈز دیا کرتے تھے اب آپ کے پاس آگیا ہے لیکن جو لوگ کنٹریکٹ پر تھے آپ نے ابھی تک انہیں regular نہیں کیا۔ میری استدعا ہے کہ آپ انہیں regular کریں۔ چار چار ماہ تک ان کی تنخواہیں بند کر دی جاتی ہیں یہ ان کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ غریب بندہ کیا کرے گا اس کا آسرا تو ایک تنخواہ ہوتی ہے اور وہ ادھار لے کر مہینہ بھر کھاتا رہتا ہے اور اسے امید ہوتی ہے کہ مہینے کے بعد تنخواہ ملے گی تو وہ ادھار واپس کر دے گا۔

جناب سپیکر! آپ سکولوں کے حوالے سے مسائل دیکھیں کہ دانش سکول پر تو اتنا زیادہ پیسا لگا رہے ہیں لیکن آپ کے سرکاری سکولوں میں پانی نہیں ہے، وہاں فرنیچر نہیں ہے، بلڈنگ ناکافی ہے، سٹاف ناکافی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، اب اپ اپنی بات کو wind up کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): چلیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر کامران مائیکل صوبائی وزیر خزانہ کو جنہوں نے 12-2011 کا بہترین بجٹ پیش کیا۔ میرے خیال میں بجٹ پر بحث کا وقت گزر گیا ہے اور بجٹ پاس ہو گیا ہے لیکن آپ کی مہربانی کہ آپ نے آج ضمنی بجٹ پر مختصر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں صرف ایک point پر بات کروں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ 2010 میں جو سیلاب آیا اس نے اتنی تباہ کاریاں کیں جن سے تمام House بخوبی واقف ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اگر پنجاب کی ترقی کے لئے، پنجاب کی بہتری کے لئے میاں محمد شہباز شریف آسمان سے تارے بھی توڑ کر لائیں تو اپوزیشن پھر بھی تنقید ضرور کرے گی۔ میں آپ کے توسط سے جاوید حسن گجر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ابھی بیٹھے تھے لیکن اب چلے گئے ہیں۔ وہ سیلاب پر بحث کر رہے تھے، ماڈل ویلجز پر بحث کر رہے تھے اور سیلاب میں جو ریلیف دیا گیا ہے اس پر بحث کر رہے تھے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتائیں کہ پچھلے سال جو فلڈ آیا کیا ان کے حلقے کی ایک انچ زمین بھی فلڈ سے متاثر ہوئی، کیا ان کا حلقہ فلڈ زدہ ایریا کے ساتھ ہے؟ بالکل نہیں۔ ان کی ایک انچ زمین بھی فلڈ میں نہیں آئی اور وہ اس پر

بحث کر رہے تھے۔انہوں نے ماڈل ویلج کی بات کی کہ ماڈل ویلج بنانے کی کیا ضرورت ہے۔سیلاب آیا تو اس میں ریلیف کا کام کیا گیا، boats دی گئیں، وزیر اعلیٰ پنجاب رحیم یار خان میں آئے اور عارضی طور پر ڈسپنسریاں، ویٹرنری ڈسپنسریاں بنائی گئیں اور تمام حاکم حرکت میں آئے المختصر آخر میں لوگوں کے ریلیف کے لئے وطن کارڈ کا اجراء کیا گیا جو وزیر اعلیٰ کی خدمات سمجھیں، vision سمجھیں، ان کی مہربانی سمجھیں، معاملہ یہاں تک تھما نہیں لیکن ان کی خدمات جو بجٹ میں پیش کی گئیں، بجٹ پر بحث کی گئی لیکن میں صرف ماڈل ویلج پر بات کروں گا کہ میرے حلقہ پی پی۔286 رحیم یار خان جس کے دس مواضعات دریا برد ہوئے، ہزاروں لوگ بے گھر ہوئے، سینکڑوں ہزاروں جانور مر گئے۔وزیر اعلیٰ پنجاب تشریف لائے تو انہوں نے میرے حلقے میں ایک ماڈل ویلج کا اعلان کیا۔الحمدللہ دو سو چالیس گھروں پر مشتمل وہ ماڈل ویلج آخری مراحل میں ہے۔میرا حلقہ ایسا حلقہ ہے جس کی سرحدیں راجن پور اور مظفر گڑھ سے ملتی ہیں یہ دریائی علاقہ ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا تاریخی کارنامہ ہے، ہمارے لوگوں پر ایک احسان ہے کہ انہوں نے ماڈل ویلج دیا۔اس ماڈل ویلج بنانے کے لئے سب سے پہلے بیس ایکڑ زمین قبضہ گروپوں سے حاصل کی گئی اس میں بہترین کردار ڈی سی او رحیم یار خان اور کمشنر بہاولپور کا رہا۔ماڈل ویلج میں یہ نہیں ہے کہ مکان بنا کر لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔میرے حلقے میں جو ماڈل ویلج بنایا جا رہا ہے میں نے جا کر مشاہدہ کیا ہے اور میں نے اس کا سارا پروگرام دیکھا ہے۔اس ماڈل ویلج میں جو آخری مراحل میں ہے گھر کے اندر جو سہولیات دی جا رہی ہیں ان میں Electrification، UPS، واٹر سپلائی اور پورے ماڈل ویلج میں جو کام ہو رہا ہے اس کی خصوصیات دیکھیں کہ ماڈل ویلج میں روڈز، ویٹرنری ڈسپنسری قائم کی جا رہی ہے، لوگوں کی صحت کے لئے بہترین ڈسپنسری بنائی جا رہی ہے، بائیو گیس کا انتظام کیا جا رہا ہے، ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کیا جا رہا ہے، کھیل کا میدان بنایا جا رہا ہے، پولیس چیک پوسٹ قائم کی جا رہی ہے، پٹوار خانہ بنایا جا رہا ہے اور ان لوگوں کے مال مویشیوں کے لئے ایک مشترکہ میدان مختص کیا گیا ہے جہاں وہ اپنے مویشی باندھیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے جو انہوں نے ایک پسماندہ علاقے کے لئے کیا ہے اور ان کا نام تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! دیکھیں، آپ کتنی دفعہ بول چکے ہیں۔اب دوسروں کو بھی موقع ملنا چاہئے۔اس House کے تمام ممبران کا حق ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں سیکرٹری صاحب کی بہت شکر گزار ہوں کہ ان کی وجہ سے مجھے بجٹ میں بالکل موقع نہیں ملا۔ بجٹ تقاریر میں بھی ہر لسٹ میں میرا نام آگے چلتا گیا۔ میں نے کل انہیں کہا تھا کہ جو بچ گئے ہیں ان میں میرا نام سب سے اوپر لکھنا۔ میں نے سب سے آخر تک تو صبر کیا ہے، میں اس کی خاطر ہی اپیل کروں گی کہ آپ مجھے چند منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے شعر تو یہی پڑھا تھا کہ:

بجٹ کی کہانیوں سے ظاہر ہو گیا
میں تو ایویں ای ایویں ایویں ایویں لٹ گیا

یہ شفیع محمد نے شعر بھیجا ہے جو ایک شہری ہے اس نے یہ کہا کہ یہ اتنی کہانیاں سننے کے بعد پھر وہ گانا ہی ہے کہ میں ایویں ای لٹ گیا۔ میں ضمنی بجٹ پر بہت جلدی سے چند ایک points پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ ضمنی بجٹ میں جو financial language استعمال کی گئی ہے وہ انتہائی poor ہے اس لئے کہ جب اس میں miscellaneous support, etc, کچھ mini print میں چھوٹا چھوٹا لکھ دیں تو اس سے اس بجٹ کی un-predictability سامنے آئی ہے۔ سترہ open heads ایسے ہیں جن میں صرف ہزار روپیہ رکھا گیا ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہزار روپیہ اربوں میں چلا جائے اور اس mini budget میں جہاں بہت چھوٹا چھوٹا لکھا گیا ہے مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ Demand No PC-16047. کو دیکھیں تو اس میں 61۔ارب روپے کا Excess Expenditure لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر آپ Demand No.16047 کو دیکھیں تو اس میں 61۔ارب روپے کا Excess Expenditure لکھا ہوا ہے اور اس کے نیچے چھوٹا چھوٹا، مُنّا مُنّا لکھا گیا ہے کہ increase in sale of wheat etc چلو جی، increase in sale of wheat تو ہوئی، 150۔ارب روپے کی گندم خریدی، اس کے لئے 90۔ارب روپے بجٹ میں سے دیئے گئے جبکہ 61۔ارب روپے ضمنی گرانٹ کے طور پر مانگے جا رہے ہیں اور اس کے نیچے لکھا جاتا ہے and for increase in sale of wheat etc. تو اس etc کا کیا مطلب ہے؟ دل پہ اتنی چوٹ نہ لگائی جائے۔ اس کے بعد Demand No.24044 پر سُود کی کل رقم جو واپس کی جا رہی ہے وہ 2۔ارب

روپے ہے۔2-ارب روپے میں سے 1.7-اربwithin this grantہے اور باقی اعشاریہ تین اربnext totalبنتا ہے۔اس حوالے سے میں حمیرا اویس شاہد کی. بیچ سلمbankingوالی تجویز کی طرف حکومت کی توجہ دلاؤں گی کیونکہ یہی ایک راستہ ہے کہ جس پر چل کر ہم سُود کی اتنی بڑی رقم سے بچ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات پہلے بھیpoint outہوئی ہے کہ ہماری طرف سے جو تجاویز دی گئی تھیں وہ نہ صرف یہاں پرmonitor ہو رہی ہیں بلکہ PILDAT جو کہ ایک بین الاقوامی ادارہ ہے انہوں نے بھی ناموں کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے کہ بجٹ کے حوالے سے ممبران کی طرف سے یہ تجاویز دی گئی تھیں۔ میں یہdocumentآپ کی طرف بھجوا دیتی ہوں اور آپ خود اس کو دیکھ لیں۔

آپ نےpre-budget sessionکیا جو کہ بہت خوش آئند بات ہے اس میں ممبران کی طرف سے بہت سی تجاویز دی گئیں۔اس حوالے سے ایکinternational screeningبھی ہو رہی ہے۔بین الاقوامی ادارے اس کوmonitorکر رہے ہیں کہ آیا ان تجاویز کو بجٹ میںreflectکیا گیا ہے یا نہیں؟ کہیں یہ بات سچ ثابت نہ ہو جائے کہ "وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔"

جناب سپیکر! اس میںwrite off of loansکا بہت ذکر ہے۔ ہم سارا سال یہ سوچ کر پیسے خرچ کرتے رہے کہ یہloanہے اور پھر اسloanکوwrite off کر دیا گیا شاید یہ کوئی red-tapism or procedureہے۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے بیواؤں کوgrant in aidدینی ہے، آپ کو پتا ہے کہ یہ ایک مستقلtrendہے تو اس کو باقاعدہmainبجٹ میں لے آئیں اور اسے باقاعدہ ایک شکل دے دینی چاہئے۔ وہاں سے گرانٹ چلی پھر سی۔ایم سیکرٹریٹ سےapprovedہوئی اور اس کے بعد وہ محکمہ خزانہ میں گئی یعنی وہgrant جس کو وزیراعلیٰ نے ازراہ ہمدردی، آنسو صاف کرنے کے لئے بڑاgracefully announceکیا ہوتا ہے اس کو گورنمنٹ کی یہred-tapismمنظور کرتے ہوئے ایک سال لگا دیتی ہے تو اتنے لمبے اور مشکلprocedureکو بھی ضرور آسان بنانا چاہئے۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں پر ایکappealکرنی ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ ہم خواتین حزب اختلاف سے تعلق رکھتی ہیں۔ حزب اقتدار کی خواتین ممبران کو80لاکھ روپےdevelopment grantدی گئی جبکہ یہgrantہم حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والی خواتین ممبران تک نہیں پہنچی۔ ہر سال لوکل گورنمنٹ یاconcerned department ہمیں خطوط بھیج دیتا ہے کہ آپ80 لاکھ روپے تک developmentکے منصوبوں کی نشاندہی کریں۔ مجھے پچھلے تین سالوں میں اس حوالے سے کوئی پیسے

نہیں مل سکے۔ میو ہسپتال میں Ophthalmology یعنی نابینا لوگوں کے لئے قائم آپریشن تھیٹر کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ یقین کریں کہ آٹھ آٹھ سو مریض آپریشن کرانے کے انتظار میں بیٹھے ہیں کیونکہ وہاں مائیکروسکوپ اور آپریشن تھیٹر کا دوسرا سامان پورا نہیں ہے۔ میں officially اپنی اس 80 لاکھ روپے کی grant کو آپ یعنی سپیکر پنجاب اسمبلی کی نذر کرتی ہوں۔ آپ ان پیسوں کو لیجئے اور اپنے ہاتھوں سے مائیکروسکوپ خرید کر ان نابینا لوگوں کو دے دیں تاکہ ان کا کچھ بھلا ہو سکے۔ میں پھر سے کہتی ہوں کہ میں اپنی اس grant کو آپ کے حوالے کرتی ہوں کہ شاید اسی طریقے سے ہی پنجاب کے نابینا لوگوں کا کوئی بھلا ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں زکوٰۃ کے حوالے سے عرض کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کی تھی کہ حکومت پنجاب کی طرف لوگوں کی تین سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہے۔ اس حوالے سے ایک mistrust چلا ہے کہ یہ زکوٰۃ کمیٹیاں غالباً اعتماد کے قابل نہیں ہیں اور زکوٰۃ کو institutionalized کر دیا گیا۔ اس institutionalization میں پچھلی دفعہ 100 نئے V.T.I's بنائے گئے تھے۔ ان 100 نئے V.T.I's اور 134 پرانے V.T.I's کو upgrade کرنے کے لئے 72۔ارب روپے صرف کئے گئے لیکن اس مرتبہ 50 نئے V.T.I بنانے کے لئے 425 ملین روپے رکھے گئے۔ پچھلی دفعہ 100 نئے V.T.I پر 72۔ارب روپے صرف ہوئے تو اب 50 V.T.I پر 425 ملین روپے کیسے خرچ ہو گئے، یہ اتنا بڑا exaggerated figure کیسے آ گیا؟ آپ زکوٰۃ کی رقم پر رحم فرمائیں۔ کمیٹیاں ختم کرنے والا معاملہ بھی ٹھیک نہیں تھا لیکن اگر آپ نے اس کو institutionalized ہی کرنا ہے تو پھر اسے rationalized بھی کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ 100 V.T.I تو 72۔ارب روپے میں بن جائیں جبکہ 50 V.T.I جو ہیں وہ 425 millions میں بنیں۔ قرضہ سکیم میں بھی اسی طرح آپ نے announce کیا کہ ہم دس ہزار لوگوں کو یہ قرضہ دیں گے۔ اس حساب سے آپ کو 2۔ارب روپے رکھنے چاہئیں تھے۔ آپ نے اس میں ایک ارب روپیہ کیوں رکھا؟ ایک لاکھ لوگوں کو 20 ہزار روپے کے حساب سے 2۔ارب روپے ملنے چاہئیں تھے۔ اگر آپ نے یہ قرض پچاس ہزار لوگوں کو دینا ہے تو پھر پچاس ہزار لوگوں کا ہی کہیں اس میں اپنی political شہرت کی خاطر آپ کیوں غلط وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم 20 ہزار روپے کا loan ایک لاکھ لوگوں کو دیں گے۔ اگر ایک لاکھ لوگوں کو loan دینا ہے تو پھر اس کے لئے 2۔ارب روپے رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آخر میں صرف ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، شعر پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ شعر آپ کے حکومتی بنچوں کے لئے ہے۔

وہ جہاں بھی گیا،لوٹا تو میرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی میرے ہرجائی کی

جناب سپیکر: جی، شیر علی گورچانی صاحب!

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔سب سے پہلے تو میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، وزیر خزانہ کامران مائیکل اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں ایک عوام دوست بجٹ دیا ہے۔ میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں جنوبی پنجاب دوست بجٹ دیا ہے۔ پچھلے سال ضلع راجن پور میں سیلاب آیا اور سب سے زیادہ میرا حلقہ متاثر ہوا۔ جام پور دو لاکھ آبادی کا شہر ہے جہاں پر دریائے انڈس سے سیلاب آیا۔اُس وقت وہاں پر افراتفری اور قیامت کا عالم تھا اور یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جس وقت شہر کی گلیوں میں پانی داخل ہو رہا تھا تو باپ کو اپنے بیٹے کا پتا تھا اور نہ ہی ماں کو اپنی بیٹی کی خبر تھی۔ ہر آدمی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔اس وقت خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب صرف آدھے گھنٹے کے بعد جام پور میں پہنچ گئے اور تین تین فٹ پانی میں کھڑے ہو کر اس ساری تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہیں پر کھڑے ہو کر انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ جب تک جام پور شہر میں پانی کا آخری قطرہ موجود ہے شہباز شریف اپنے گھر میں نہیں بیٹھے گا۔چنانچہ میاں محمد شہباز شریف صاحب بیس مرتبہ جام پور شہر میں آئے۔ جس شہر کی گلیوں سے لوگوں کو موٹر بوٹ کے ذریعے نکالا گیا تھا، جہاں پر سات سات، آٹھ آٹھ فٹ پانی بہہ رہا تھا وہاں ایک مہینے بعد یہ آثار نہیں تھے کہ یہاں پر سیلاب آیا ہے اور لوگ دوبارہ جام پور شہر میں آباد ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حزب اختلاف کے دوستوں سے پوچھتا ہوں کیونکہ ان کے وزیراعظم کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور یہ صدر پاکستان کے بڑے گُن گاتے ہیں۔ یہ مجھے حلفاً بتائیں کہ ان کے

لیڈروں نے جام پور اور ضلع راجن پور کے کتنے دورے کئے ہیں؟ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے کسی خیر خواہ نے صدر پاکستان کو مشورہ دیا کہ شہباز شریف تو ہر روز ضلع راجن پور میں پہنچا ہوتا ہے خدا کے لئے آپ بھی اس علاقے کا کوئی دورہ کر لیں۔ یہ حقیقت ہے، on record ہے آپ بے شک چیک کرا لیں کہ صدر آصف علی زرداری سینیٹر جان کیری کو اپنے ساتھ ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر ایک کیمپ کا دورہ کرنے کے لئے گئے۔ وہاں پر چالیس پچاس بچے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ شاید ہیلی کاپٹر میں شہباز شریف آ گیا ہے۔ خدا کی قسم انہوں نے شہباز شریف زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے صدر پاکستان وہاں پر پندرہ منٹ بھی نہیں ٹھہرے اور واپس چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے۔ ایک دن ان کے وزیر اعظم گیلانی صاحب وہاں پر آئے۔ وہ وہاں پر پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہر سکے اور آج یہ جنوبی پنجاب کے دعویدار ہو گئے ہیں۔ اُس کے بعد ان لوگوں کی وہاں پر آنے یا اُن لوگوں کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

یہاں پر چودھری ظہیر الدین خان موجود نہیں ہیں تو معزز ممبران مسلم لیگ (ق) سے پوچھتا ہوں کہ ان کے لیڈروں نے جنوبی پنجاب کا نعرہ لگایا ہے تو انہوں نے کتنی دفعہ جنوبی پنجاب کے دورے کئے؟ ہمارے لیڈر نے کبھی نئے صوبے بنانے کی مخالفت نہیں کی لیکن ہم ان کی یہ سازش کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور حکومت میں جنوبی پنجاب کے لئے کیا کیا ہے اور میں یہاں پر اس تین سالہ حکومت کے دوران اپنے ضلع کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے جام پور شہر بلکہ ضلع راجن پور کو محفوظ بنانے کے لئے ایک ارب سات کروڑ کا سپر بند اور بائی پاس منظور کیا جس کا موقع پر کام شروع ہو چکا ہے۔ 2005 میں بھی ایک سیلاب آیا تھا اُس دوران ان کے چیف منسٹر چودھری پرویز الٰہی فرید ائیر بیس پر اُترے تھے اور آٹے کے دو تھیلے دے کر فوٹو سیشن کرایا اور وہیں سے ہی واپس آ گئے تھے اور یہ جنوبی پنجاب کے دعویدار بنتے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ، جھوٹ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: .No, no یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ جی، گورچانی صاحب!

سردار شیر علی خان گورچانی: جناب سپیکر! میرے بھائی ابھی جھوٹ جھوٹ کا نعرہ لگا رہے تھے تو میں اُن سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے میاں محمد شہباز شریف سے request کی کہ میاں صاحب دانش سکول میرے حلقہ جام پور میں بنا دیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں، جہاں پر عوام کا فائدہ ہو گا میں

دانش سکول وہاں بناؤں گا اور اپوزیشن کے یہ معزز ممبر جو اُٹھ کر ایوان سے باہر جا رہے ہیں ان کے حلقہ میں وہ دانش سکول بنایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے دوست پولیس کے حوالے سے ہم پر تنقید کر رہے تھے تو میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ روجھان میں کچے کا علاقہ no go area یعنی سٹیٹ کے اندر سٹیٹ بنا ہوا تھا جہاں سندھ، رحیم یار خان، راجن پور اور اوکاڑہ سے بندے اغواء کر کے لے جائے جاتے تھے اور آج تک کسی کو وہاں پر آپریشن کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تو ہمارے چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف نے وہاں پر آپریشن کرایا اور وہاں پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب نے راجن پور اور جنوبی پنجاب کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ ماڑی گور چانی ہمارا ایک صحت افزاء مقام ہے جس کی اونچائی فورٹ منرو اور مری جتنی ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ اُس کو صحت افزاء مقام declare کر کے وہاں پر development کروائی جائے۔ Tribal areas کے لئے 3.5۔ارب روپیہ کا جو فنڈ رکھا گیا ہے یہ جنوبی پنجاب کی عوام پر خادم اعلیٰ کا ایک اور بہت بڑا احسان ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ کسی بھی ملک میں محکمہ پولیس بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے اس بجٹ میں 52۔ارب روپیہ محکمہ پولیس کے لئے رکھا گیا ہے۔ مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ پولیس کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے، اُنہیں اس سے بھی زیادہ فنڈ دیا جائے لیکن کاش! جرائم کی شرح میں کمی آتی تو اس سے زیادہ فنڈ دینے میں بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ دہشت گردی میں کوئی فرق پڑا، نہ جرائم کی شرح کم ہوئی۔ لوگوں کو پولیس مقابلہ میں مار دیا جاتا ہے اور ہائی کورٹ نے بھی اس کا نوٹس لیا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

ہوتا یہ ہے کہ جھوٹی FIRs درج کر دی جاتی ہیں لیکن جو لوگ FIRs درج کرانا چاہتے ہیں وہ کئی کئی دن تھانوں کے چکر لگاتے ہیں لیکن اُن کی FIRs درج نہیں کی جاتیں اور اُس کی وجہ آپ جانتے ہیں۔ اس وقت پنجاب میں امن و امان کی صورتحال جس قدر خراب ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ہر روز اخبارات میں چوریاں، ڈکیتیاں اور اغواء برائے تاوان کے درجنوں واقعات رپورٹ ہوتے ہیں۔ میں اس وقت صرف اپنے ضلع کے بارے میں بات کروں گی کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں امن و امان کی

صورتحال یہ ہے کہ جس چور، اشتہاری یا ڈاکو کو پورے پنجاب میں کہیں جگہ نہیں ملتی وہ شیخوپورہ میں پناہ لیتا ہے اس لئے کہ شیخوپورہ کا ڈی پی او رانا شاہد بہت کمزور آدمی ہے اور مجھے کبھی کبھی لگتا ہے کہ شیخوپورہ رانا سٹیٹ بن گئی ہے یعنی رانا شاہد، رانا تنویر اور رانا ثناء اللہ کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ شیخوپورہ میں جس طرح قانون کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، جس طرح بھتہ خوری کی جا رہی ہے، ناجائز قبضے کئے جا رہے ہیں، قتل کئے جا رہے ہیں، ڈکیتیاں اور اغواء برائے تاوان کے واقعات زوروں پر ہیں۔ میں یہاں پر شیخوپورہ کی تحصیل فیروزوالہ کا ذکر کروں گی کہ مندراں گاؤں میں تقریباً تین سو آدمی قتل ہوئے، قتل ہر روز ہوتے گئے اور اُن کی تعداد تین سو کے قریب پہنچ گئی تو اگر پولیس اس میں مداخلت کر کے ملزموں کو پکڑتی تو اتنا نقصان نہ ہوتا۔ فیروزوالہ میں ہی ماہادیوی میں دو چوکیوں کے درمیان گیارہ آدمی قتل ہوئے جن میں تین بچے اور آٹھ خواتین و مرد شامل تھے اور یہ قاتل پولیس وردی میں ملبوس تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ دو دن پہلے ایک بچی قتل ہوئی، دس گھنٹے اُس کی نعش پڑی رہی اور ایف آئی آر درج نہ ہوئی تو میں اس کی وجہ جاننا چاہوں گی۔

جناب سپیکر! دُکھ کی بات ہے کہ نین سُکھ میں ایک تاجر کا اغواء برائے تاوان کیا گیا اور 25 لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا۔ تاوان کے پیسے دینے میں دیر ہو گئی تو اُس تاجر کو مار دیا گیا اور اس پر ظلم یہ ہوا کہ اُس کی نعش دینے کے لئے پھر 5 لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا۔ مسن کالر میں بیز لگانے پر قتل ہوا اور پولیس کی نااہلی دیکھئے کہ پولیس مدعی اور گواہوں کو لے کر جا رہی تھی کہ مخالف پارٹی نے تمام گواہان اور مدعی کو موقع پر مار دیا اور پولیس اپنی بہترین کارکردگی پر خوش تھی۔ اس وقت پورا ضلع بھتہ خوروں، چوروں اور اشتہاریوں کے ظلم سے چیخ رہا ہے۔ [**********]

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے پانچ منٹ اور بڑھائے جاتے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! مجھے دکھ اور افسوس کے ساتھ پھر کہنا پڑتا ہے [***********]

جناب سپیکر: جن کے نام لئے گئے ہیں اور ذاتی باتیں کی گئی ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے۔ شیخوپورہ کو اس [****] سے نجات دلائی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ان کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے انہیں اس بات کا جواب دینے دیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اپنی باری پر بولیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بد قسمتی سے میری اس بہن کا بنیادی تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ ماحول کو خراب کر رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے بجٹ تقریر میں ان کی جعلی قیادت کو ننگا کیا، ان کا اصلی روپ بتایا اب پتا نہیں یہ کیا کیا الزامات لگا رہے ہیں؟ انہوں نے کل جو الزام لگایا یقین کریں میں تو اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کے احکامات پر چلنے والا شخص ہوں۔ ان دونوں پارٹیوں کی قیادت کو problem ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو floor دیا ہے، آپ ان کو کیسے روک سکتے ہیں؟ میں آپ کے لئے آرڈر جاری کرنے والا ہوں۔ آپ کی مہربانی، آپ خاموشی اختیار کریں۔ اب کاہلوں صاحب! آپ اپنی تقریر کریں۔ اجلاس کی کارروائی کے لئے پانچ منٹ کا وقت مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے action کرنا ہی پڑے گا۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور کاہلوں صاحب کو بات کرنے دیں۔ میں نے انہیں floor دیا ہے۔ آپ نے اس House کو مذاق بنا رکھا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ کو بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں جتنی تجاویز پیش کی گئیں ان پر تنقید بھی ہوئی اور سراہا بھی گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید ضرور ہونی چاہئے، اچھی تنقید اصلاح کا باعث بنتی ہے۔ میں آج کوئی تنقید نہیں کروں گا کیوں کہ pre-budget بحث میں جو تجاویز ہم نے ایوان میں پیش کی تھیں میں سمجھتا ہوں کہ ان تجاویز میں سے کسی ایک پر بھی کارروائی ہوتے ہوئے نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! میرا تعلق سرگودھا سے ہے تو سرگودھا ڈویژن اور سرگودھا ڈسٹرکٹ میں آج بھی ایسا کوئی خاطر خواہ واضح عمل نظر نہیں آ رہا۔ سرگودھا میں ایک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا اعلان کیا گیا ہے، اس کا افتتاح کیا گیا وہ سکیم میرے ہی حلقہ میں launch کی گئی۔ اس سکیم پر مجھ سے پہلے سرگودھا کے ممبران نے تمام خدشات کا اظہار آپ کے سامنے کیا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ اپنے سرگودھا کے ممبران کے ساتھ ملاقات کی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سرگودھا کی تحقیق کرے جس پر کروڑوں روپے advertisement اور عوامی حلقے میں projection کے لئے خرچ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس کا notice لیا ہوا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اُس کا ابھی تک notice نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، آپ آگے بات کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں آج ایوان کے سامنے یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ آشیانہ سکیم ایک سیم نالے کے کنارے پر launch کی گئی ہے۔ جس جگہ پر دس ہزار روپے فی مرلہ لینے کے لئے کوئی عام آدمی بھی تیار نہیں ہے وہاں پر آپ 12 لاکھ روپے کا ایک گھر بنا کر دے رہے ہیں اور اُس سکیم پر آپ کروڑوں اربوں روپوں کا ضیاع کر رہے ہیں۔ میں خادم اعلیٰ کو کہتا ہوں کہ وہ میری گاڑی میں بیٹھ کر وہاں پر خود visit کریں کہ وہاں پر کیا حال ہے؟

جناب سپیکر: اِس پر آپ پھر کسی دن بات کر لیجئے گا۔ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو خود موقع پر جا کر دیکھے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: بس رہنے دیں، اب ٹائم نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے کاہلوں صاحب کو صرف دو منٹ ہی ٹائم دیا ہے۔

جناب سپیکر: اب ٹائم نہیں ہے اور میں آپ کا پابند تو نہیں ہوں کہ آپ مجھے شام تک یہاں پر بٹھا کر رکھیں۔ میں نے پہلے ہی پانچ پانچ منٹ کر کے آدھا گھنٹہ بڑھایا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! آج سے دو سال پہلے ایک میگا پراجیکٹ تیار کیا گیا جس پر کروڑوں روپے feasibility plan پر خرچ ہوئے لیکن آج تک دو، اڑھائی ارب روپے کا میگا پراجیکٹ فائلوں کی نذر ہو چکا ہے۔ یہ سرگودھا کی عوام کا ایک دیرینہ مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ وقت کی کمی کے باعث آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا جبکہ میں 14 تاریخ سے بات کرنے کے لئے انتظار کر رہا تھا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں طرف سے تنقید اور تعریف کا سلسلہ کافی دنوں سے چل رہا ہے۔ میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن بھائیوں نے تنقید برائے تنقید کی ہے مگر جو وزارتیں اِن کے پاس تین سال رہیں اُن پر تنقید کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ تین سال ان بنچوں پر بیٹھ کر بجٹ کی تعریف بھی کرتے رہے اور قائد ایوان کی تعریف بھی کرتے رہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوہنا صاحب بھی آپ کے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوہنا صاحب میرے بھائی ہیں اور جس طرح ان کا نام سوہنا ہے اسی طرح انہوں نے بہت خوبصورت باتیں کی ہیں۔ میں اِن کے لئے صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھی تقریر کی ہے مگر جو باتیں انہیں کرنی چاہیئں تھیں وہ اب نہ کرتے بلکہ اُس وقت کرتے جب حکومتی بنچوں پر بیٹھے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اِس طرف کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ ہماری کوئی بات نہیں سنتا بلکہ میں بھی گواہ ہوں کہ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب مجھے ٹائم نہیں دیتے اور لیبر کے معاملے میں میری بات نہیں سنتے۔ اگر یہ اُس وقت resign دے کر اپوزیشن میں آ جاتے اور یہ باتیں جواب کی ہیں اُس وقت کرتے تو خدا کی قسم میڈیا بھی ساتھ ہوتا، ہاؤس بھی ساتھ ہوتا، پنجاب کی عوام بھی اِن کے ساتھ ہوتی اور سب کہتے کہ انہوں نے ایک اصول کا فیصلہ کیا ہے۔ تین سال کے بعد اب یہ باتیں ایک بناوٹ لگتی ہیں اور اِس وقت یہ باتیں کرتے ہوئے اچھا نہیں لگتا کہ تین سال بجٹ، محکمے اور قائد ایوان کی تعریف کریں مگر آج کہیں کہ سب کچھ خراب ہے۔ یہ خراب والی بات نہیں

بلکہ صرف جھنڈے والی گاڑیوں کی بات ہے کہ جھنڈے والی گاڑیاں ہوں تو سب کچھ ٹھیک ہے ورنہ سب کچھ خراب ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں انتہا میں آ کر اچھے منصوبوں کو برے منصوبے نہیں کہنا چاہئے۔انہوں نے انتہا میں آ کر آج دانش سکول کا بھی شکوہ کیا،ان کو جناح آبادی بھی اچھی نہ لگی،ان کو ییلو کیب سکیم بھی اچھی نہ لگی،ان کو بے روزگاری کی سکیم اچھی نہ لگی،ان کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے پڑھے ہوئے گریجویٹس کو دی گئی زمینیں بھی اچھی نہ لگیں اور ان کو موجودہ حالات کے پیش نظر وزیر اعلیٰ نے جو غیر ترقیاتی بجٹ کم کر کے 14 فیصد ترقیاتی بجٹ دیاوہ بھی اچھا نہ لگا۔اگر پڑھے لکھے نوجوانوں کو ٹیکسیاں دی جارہی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ اُن کو ڈرائیور بنایا جارہا ہے لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ پڑھے لکھے آدمی ڈاکو اور چوریاں کرتے تو پھر کیا ٹھیک تھا؟ اچھے کام کو اچھا کہنا چاہئے اور اگر حکومت نے کوئی بُرا کام کیا ہے تو یہ بے شک اُس پر تنقید کرتے۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز ممبر نے کہا کہ موبائل ہیلتھ یونٹ کی گاڑی جب puncture ہو جائے گی تو ہسپتال ختم ہو جائے گا،اب یہ کوئی بات کرنے والی ہے۔یہ موبائل ہیلتھ یونٹ اُن جھونپڑیوں میں جائے گا جہاں پر لیبارٹریاں نہیں ہیں، خون ٹیسٹ نہیں ہوتے اور جہاں پر ہیپاٹائٹس کا علاج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دو منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہاں ہاؤس میں ہر طبقے کی بات ہوئی ہے لیکن اگر کم بات ہوئی ہے تو زراعت کے متعلق ہوئی ہے۔یہ وہ مظلوم طبقہ ہے جس نے ملکی معیشت کو مضبوط کیا ہے۔میں آج بھی کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اغیار کی امداد بند کرنے کا اقدام بہت اچھا ہے لیکن خدارا اُس کے متبادل اگر کاشتکار کو مضبوط کریں گے تو اُس امداد کا ازالہ ہو سکے گا۔اگر کاشتکار کو مضبوط نہ کیا گیا تو ملکی معیشت مضبوط نہیں ہو گی کیونکہ کاشتکار خوشحال ہو گا تو ہمارا ملک بھی خوشحال ہو گا۔یہ شہروں کی ٹیکسٹائل ملیں اور روشنیاں سب کاشتکار کے دَم سے ہیں۔یہاں پر ہمارے ایک بھائی نے بالکل سچ کہا ہے کہ انڈسٹری اور کاشتکار دو پہیے ہیں کیونکہ انڈسٹری نہ ہو تو ہمارے کاشتکار کا خام مال کون لے گا اسی طرح خام مال نہیں ہو گا تو انڈسٹری نہیں چل سکے گی۔اگر ملک کو خوشحال بنانا ہے تو خدارا کھاد کا ریٹ صحیح کریں، ڈیزل کا ریٹ صحیح کریں، زرعی ادویات کی قیمتیں کم کریں اور زرعی آلات پر ٹیکس نہ لگائیں کیونکہ کسی ملک میں بھی input پر ٹیکس نہیں ہوتا۔یہ سب ہمارے زرعی ملک میں ہوتا ہے باقی کسی بھی زرعی ملک میں ایسا نہیں

ہوتا۔ میں آپ کو ریٹوں کا differenceبتاتا ہوں کہ انڈیا میں یوریا کھاد کا ریٹ -/500روپے ہے جبکہ ہمارے ملک میں -/1450 روپے ہے، انڈیا میں ڈی اے پی کھاد کا ریٹ -/1000روپے جبکہ ہمارے ملک میں -/4000روپے ہے۔ خدارا اگر کاشتکار کو آپ خوشحال کریں گے تو ہماری ملکی معیشت بحال ہو گی۔ وزیر اعظم کا شمسی توانائی کا اقدام بہت اچھا ہے کیونکہ اس سے لوڈ شیڈنگ سے نجات اور کاشتکار کے ٹیوب ویل چل سکیں گے لہذا اِس کو عملی جامہ ضرور پہنانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اب لاء اینڈ آرڈر پر بات کرتا ہوں کہ پولیس رولز 2002 کو ٹھیک کریں کیونکہ جب ایک آدمی رحیم یار خان سے اتنا لمبا سفر کرتا ہوا لاہور میں ایڈیشنل آئی جی کو صرف investigationتبدیل کرنے کی درخواست دیتا ہے تو آپ سوچیں کہ صرف ایک درخواست دینے کے لئے اسے کتنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

جناب سپیکر: سندھو صاحب! اِن کی یہ بات بہت اہم ہے اسے noteکریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! منسٹر صاحب noteکر رہے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! وہ آدمی رحیم یار خان سے لاہور صرف investigationتبدیل کرنے کے لئے درخواست دیتا ہے لیکن تبدیل نہیں ہوتی بلکہ درخواست پھر واپس جاتی ہے اور وہاں بورڈ بٹھایا جاتا ہے۔ ایک مہینے کے بعد بورڈ کی میٹنگ ہوتی ہے پھر وہ درخواست واپس لاہور میں آتی ہے۔ میری یہ requestہے کہ تین سالوں میں ہم عوام کے لئے پولیس رولز 2002 میں تبدیلی نہیں کر سکے kindlyاس میں ردو بدل کیا جائے۔ پاکستان کے عوام کے لئے زرداری صاحب تبدیلیاں کریں گے لیکن پنجاب کے عوام کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کر سکتے ہیں اس لئے investigationکا طریق کار تبدیل کر دیں۔ اس طریق کار کو تبدیل کرنے سے وزیر اعلیٰ کی خواہش کے مطابق عوام کو سستا انصاف بھی ملے گا، اُن کی تکلیف بھی دُور ہو گی اور ناجائز مقدمات سے جان بھی چھوٹ جائے گی۔ میں صرف ایک pointپر بات کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ انٹی کرپشن میں اُن پولیس والوں کو نہ بھیجیں جو اپنے محکمہ میں بدنام ہیں۔ اُن پولیس والوں کو اس لئے بھیج دیا جاتا ہے کہ تم جاؤ اور کرپشن کی رکاوٹ بنو۔ خدارا انٹی کرپشن میں نئے آدمی تعینات کریں جن کا دامن صاف اور نیت صحیح ہو۔ جن سے محکمہ پولیس خود تنگ ہوتا ہے اُن کو کرپشن روکنے کے لئے محکمہ انٹی کرپشن میں بھیج دیتے ہیں۔ اگر انٹی کرپشن کو صحیح چلانا ہے اور لوگوں کو مفاد پہنچانا ہے تو بے داغ لوگوں کو بھرتی کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ مورخہ 27۔جون 2011 کو بھی ضمنی بجٹ پر بحث جاری رہے گی۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 27۔جون 2011 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔